عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۰ | ۹ تا ۱۵ صفر الخیر ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ ستمبر ۲۰۲۱ء | شمارہ: ۳۵

عشرۂ ختمِ نبوت
بسلسلہ
یومِ تحفظِ ختمِ نبوت

فتح طالبان
نصرتِ الٰہی کا مظہر

ماہِ صفر الخیر میں رائج توہمات

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

بدعقیدگی سے بچنا چاہیے

س:......اپنا نام اور والدہ کا نام بتا کر لوگ جو معلوم کرتے ہیں کہ ان کی بیماری، شادی، کاروبار، گھریلو جھگڑے اور ناچاقی وغیرہ، ان کے بارے میں یہ معلوم کرنا کہ کسی نے جادو تو نہیں کیا اور مزید یہ کہ زندگی میں آنے والے واقعات کو بار بار معلوم کرتے رہنا، کیا ایسا کرنا درست ہے؟

ج:......گزشتہ یا آئندہ پیش آنے والے واقعات کے بارے میں ستاروں کی مدد سے یا کسی اور علم کے ذریعے معلوم کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ حدیث مبارکہ میں اس بارے میں سخت وعید بیان ہوئی ہے:

”عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: من اتیٰ عرافا فسأله عن شیئی لم تقبل له صلوٰة اربعین لیلة۔“

(صحیح مسلم،ص:۲۳۳،ج:۲)

ترجمہ:”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی کاہن کے پاس جاکر کچھ معلوم کرے تو چالیس راتیں اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔“

یعنی یہ اس قدر بُرا عمل ہے کہ چالیس دن نماز ہی قبول نہ ہوگی اس کی نحوست سے اور اس سے لوگوں کا عقیدہ بھی خراب ہوگا، اس لئے اس سے بچنے کا اور دور رہنے کا حکم ہے۔ ہاں! اگر کسی پر جادو کا اثر ہو تو وہ اس کا علاج اور توڑ کرواسکتا ہے جب کہ جادو توڑ کلمات میں کوئی کلمہ و جملہ شرکیہ نہ ہو ورنہ یہ بھی جائز نہیں ہے۔ دوسرے ادعیہ اور تعویذات جو قرآن و حدیث کے الفاظ پر مشتمل ہوں، اس سے زائل کیا جاسکتا ہے۔

روحانی علم کیا ہے؟

س:......روحانی علم کیا ہے؟ کیا اس کو سیکھنا درست ہے، نیز یہ کہ کیا عورتیں روحانی علم سیکھ سکتی ہیں؟

ج:......روحانی علم تو وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی اصلاح وفلاح کے لئے بتایا۔ آج کل تعویذ ٹوٹکوں کا نام لوگوں نے روحانی علم رکھ لیا ہے۔ بہرحال قرآن وحدیث کے الفاظ پر مشتمل تعویذ یا دم کے ذریعے علاج کرنا شرعاً درست ہے، جبکہ جائز مقصد کے لئے ہو۔

غیر قانونی کام کرنا

س:......میرا کام ایل پی جی ریفیلنگ کا ہے اور پیارے پاکستان کے قانون کے مطابق غیر قانونی عمل ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے حادثے کی وجہ سے انسانی جانوں کا ضیاع ہوتا ہے اور قانون کے مطابق جو بھی یہ کام کرتا ہے، اس پر دفعہ ۲۸۵-۲۸۶ کے تحت ایف آئی آر درج ہوتی ہے، میرا یہ کام اسلام کی رو سے حرام ہے یا حلال ہے؟

ج:......واضح رہے کہ ایل پی جی کی ریفیلنگ بغیر حکومت کی اجازت کرنا چونکہ قانونی طور پر ممنوع ہے اور یہ کئی خطرناک حادثات کا سبب بن سکتا ہے، جس سے کئی انسانی جانوں کا ضیاع ہوگا اور املاک کا بھی۔ اس لئے حکومت کے منع کرنے کی وجہ سے اس کام کو کرنا عوام کے لئے شرعاً جائز نہیں۔ ہاں اگر حکومت کی اجازت سے کوئی مستند ادارہ تمام حفاظتی اقدامات کا خیال رکھتے ہوئے یہ کام کرے تو شرعاً درست ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختم نبوت

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۰ ۹ تا ۱۵ر صفر المظفر ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ر ستمبر ۲۰۲۱ء شمارہ: ۳۵

اس شمارے میں!

فتح طالبان..... نصرت الٰہی کا مظہر	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
ماہِ صفر الخیر میں رائج توہمات	۸	مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی
سیدنا امام حسینؓ... حیات طیبہ کے درخشاں پہلو	۱۱	مولانا محمد قاسم
حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم......	۱۵	مولانا محمد ابرار شریف
مولانا غلام نبیؒ کی رحلت	۱۷	مولانا قاضی حبیب الرحمٰن
حضرت لدھیانوی شہیدؒ	۱۸	مولانا نذیر معاویہ
عقیدۂ ختم نبوت... قرآن وحدیث کی روشنی میں	۱۹	پروفیسر ایم نذیر احمد تشنہ
... مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی خدمات جلیلہ	۲۱	حافظ خرم شہزاد، گوجرانوالہ
عشرۂ تحفظ ختم نبوت... بسلسلہ ۷ر ستمبر......	۲۵	رپورٹ: مولانا محمد کلیم اللہ نعمان

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بنیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

محمد اعجاز مصطفیٰ

اداریہ

فتحِ طالبان

نصرتِ الٰہی کا مظہر

الحمد للہ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

گیارہ ستمبر ۲۰۰۱ء میں امریکا کے ورلڈ ٹریڈ سینٹر کے گرائے جانے کا جوڈرامہ رچایا گیا، اس کی آج تک آزادانہ طور پر تحقیقات نہیں کرائی جاسکیں، اس کی پاداش میں ۷؍اکتوبر ۲۰۰۱ء میں امریکا اپنی اتحادی ۴۵ ممالک کی افواج کے ساتھ ''امارتِ اسلامی افغانستان'' کی طالبان حکومت کے خلاف چڑھ دوڑا اور اس نے جواز یہ گھڑا کہ ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر حملہ القاعدہ اور اسامہ بن لادنؒ نے کرایا ہے اور اسامہ بن لادنؒ افغانستان میں ہے، یا تو طالبان ان کو ہمارے حوالہ کریں یا اپنے اوپر حملہ کے لئے تیار ہوجائیں۔ اس وقت کے امریکی صدر بش نے طالبان کو دھمکی دیتے ہوئے کہا تھا کہ ہم تمہیں پتھر کے زمانہ میں پہنچادیں گے اور تمہارے لئے دنیا بھر کی زمین تنگ کردیں گے، مزید یہ کہ مغربی ممالک کو اپنا ہمنوا بنانے کے لئے اس نے ''کروسیڈ'' یعنی طالبان کے خلاف جنگ کو صلیبی جنگ قرار دیا اور دنیا بھر کے ممالک سے کہا: جو اس جنگ میں ہمارا ساتھ دے گا، وہ ہمارا دوست ہوگا اور جس نے ہمارا ساتھ نہ دیا، وہ ہمارا دشمن تصور ہوگا۔ امریکا کی اس دھمکی کے آگے بہت سے ممالک ڈھیر ہوگئے، یہاں تک کہ طالبان کی ہمنوائی کرنے والا کوئی ایک ملک بھی فرنٹ پر نہ رہا۔

حالانکہ ورلڈ ٹریڈ سینٹر میں نہ طالبان حکومت ملوث تھی اور نہ ہی افغانستان کا کوئی فرد اس میں شریک تھا۔ اس وقت طالبان کے سربراہ امیر المومنین ملا محمد عمرؒ نے امریکا اور اس کے اتحادیوں سے کہا کہ اگر اسامہ بن لادنؒ اس میں شریک ہے تو اس کے ثبوت اور شواہد پیش کئے جائیں، ورنہ وہ ہمارا مہمان ہے اور ہماری روایت اور ثقافت کے خلاف ہے کہ ہم اپنا ایک مسلمان بھائی کفار کے حوالہ کردیں۔ امریکا نے اپنے اتحادیوں سمیت افغان طالبان پر چڑھائی کردی، ان کی ۱۹۹۶ء تا ۲۰۰۱ء کی پرامن حکومت کا خاتمہ کردیا، حالانکہ طالبان حکومت کے دور میں افغانستان میں مثالی امن وامان تھا، افیون کی کاشت زیرو پر آگئی تھی، چوری، ڈکیتی، بھتہ، تاوان سب کچھ ختم ہوگیا تھا اور طالبان کی اسلامی حکومت کی جانب سے نافذ کردہ اسلامی اصلاحات تھیں، جن پر پورے ملک میں عمل درآمد ہورہا تھا اور افغان عوام کی اکثریت طالبان حکومت سے خوش تھی۔ امریکا کے اس حملے کے خلاف ملا محمد عمرؒ نے اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت کے سہارے طالبان کو شرعی جہاد کا حکم دیا اور کہا: چونکہ امریکا نے ہمارے اوپر یلغار کی ہے، اسلام اور ملکی دفاع میں ان کے خلاف مزاحمت اور ان کا راستہ روکنا ہمارا شرعی، قانونی اور اخلاقی حق ہے، اس حق سے ہمیں کوئی نہیں روک سکتا۔

اسباب کی دنیا میں دیکھا جائے تو طالبان اور امریکی اتحادیوں کے مابین کوئی توازن یا مقابلہ نہیں تھا، کہاں سیٹلائٹ سسٹم، ڈیزی کٹر بم، ڈرون ٹیکنالوجی، بی ۵۲ طیارے اور تباہ کن میزائل سمیت دورِ حاضر کے جدید ترین ترین جنگی جہاز اور آلات اور کہاں روایتی بندوق تھامے طالبان، مگر عزم و ہمت، صبر وثبات، رب کی مدد ونصرت پر یقینِ کامل اور جہدِ مسلسل نے طالبان کو امریکا سمیت ۴۵ ممالک کی افواج سے بھڑ جانے کا عزم وحوصلہ اور فولادی قوت عطا کردی۔

امریکا اور اتحادیوں نے جب افغانستان پر چڑھائی کی تو کیا کچھ افغان قوم پر مظالم نہیں کیے، ان پر کارپٹ بمباری کرنا، ان کی مساجد اور مدارس کو نشانہ بنا کر ان پر حملہ کرنا، ان کی شادیوں اور باراتیوں پر بم برسانا، گاڑیوں میں موجود مسافروں کو بموں سے اڑانا، ہسپتالوں کو ٹارگٹ کرنا، جس میں درجنوں اور سیکڑوں مریضوں کو شہید کرنا، مجاہدین کو گوانتا ناموبے جیل کے لوہے کے پنجروں میں قید کرنا، طالبان قیادت کے اکابرین کو بلیک لسٹ کرنا اور ان پر دنیا بھر میں سفر کی پابندی عائد کرنا سمیت کونسی ایسی سزا اور صعوبت تھی جو ان کو نہ دی گئی۔ اگر ان بیس سالہ دور کی امریکی اور اس کے اتحادیوں کے مظالم کی فہرست بنائی جائے تو ایک طویل فہرست بنے گی، جس کا جواب امریکا، اس کے اتحادیوں اور عالمی عدالتِ انصاف کے پاس کچھ نہ ہوگا۔ اس لئے جنیوا میں اقوامِ متحدہ کے انسانی حقوق کمیشن کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے چینی سفیر نے مطالبہ کیا ہے کہ افغانستان میں تعیناتی کے دوران امریکا اور اس کی اتحادی افواج کی جانب سے انسانی حقوق کی پامالی کا احتساب کیا جائے۔ ان بیس برسوں کے دوران امریکا، برطانیہ اور آسٹریلیا کی افواج کے بارہ میں کئی شکایات آئی ہیں، جن کی شفاف تحقیقات انصاف کا تقاضا ہیں۔

بہرحال طالبان کے خلاف کئی سال تک امریکا اور اس کے اتحادی جنگ کرتے رہے، اس کے بعد امریکا نے اپنی کٹھ پتلیوں کے ذریعہ اپنی ڈھپ کی ایک حکومت تشکیل دی، جس کا صدر پہلے حامد کرزئی کو بنایا گیا اور اس کے بعد اشرف غنی کو صدر بنانے سمیت امریکی ہمنواؤں کو حکومت میں شامل کیا گیا۔ یہ بظاہر تو حکومت میں تھے، لیکن درحقیقت امریکا اور ان کے اتحادیوں کے اشارۂ ابرو کے سامنے طالبان مجاہدین کے خلاف ناچتے رہے۔

اخبارات کی اطلاعات کے مطابق امریکا نے اپنی قوم کے ٹیکسوں سے جمع شدہ تین کھرب ڈالر اس افغان جنگ میں برباد کیے، افغانستان کو اپنی گرفت میں رکھنے کے لئے امریکا نے ۳ لاکھ افغان باشندوں پر مشتمل ایک فوج بھی بنائی، جس کو ٹریننگ دی، اسلحہ دیا، تنخواہیں دیں اور تقریباً اسی لاکھ ڈالر سے زیادہ اس فوج بنانے پر خرچ کیا اور اس کے ساتھ ساتھ امریکا نے افغان قوم اور پاکستان کے خلاف بھارت کو بھی اپنا پارٹنر بنا لیا۔ بھارت کو بلہ شیری دی، اس نے بھی ۳ ارب ڈالر سے زیادہ افغانستان میں سرمایہ کاری کی، افغان فوج کو بیلی کاپٹر دیئے، اُن کے ڈیم بنانے شروع کیے، افغانستان کے ہر بڑے شہر میں قونصل خانے تعمیر کیے، اس میں لائبریریاں بنائیں اور ان میں کتابوں کی صورت میں ایسا مواد رکھا جو پاکستان دشمنی پر مشتمل تھا، ان قونصل خانوں میں ان کے وہ ایجنٹ اور دہشت گرد پناہ لیتے اور پروان چڑھتے تھے جو پاکستان میں دہشت گردی کیا کرتے تھے۔ اسی طرح اشرف غنی حکومت نے ہر اُس تنظیم اور جتھے کو اپنے ہاں رہنے کو ٹھکانہ دیا جو پاکستان میں دہشت گردی کے لئے موزوں ہوتا۔ چونکہ پاکستان و افغانستان پڑوسی ملک ہونے کے علاوہ دونوں ملکوں کے عوام کے آپس میں صدیوں پرانے برادرانہ مذہبی، لسانی، تجارتی، تہذیبی اور ثقافتی تعلقات تھے، جو اس قدر مضبوط چلے آرہے تھے کہ دونوں ملکوں کی سرحدیں برائے نام تھیں، اس کے نتیجے میں چالیس لاکھ افغان پناہ گزین پاکستان آگئے، جس کی بڑی تعداد آج بھی یہاں موجود ہے، اس جنگ میں سب سے بھاری قیمت پاکستان کو دہشت گردی کی صورت میں ادا کرنی پڑی۔ ستر ہزار سے زائد پاکستانی اس دہشت گردی میں شہید ہوئے، اربوں ڈالر کا پاکستان کا معاشی نقصان ہوا، ہماری پاکستانی افواج اور فورسز کے کئی سپوت اس دہشت گردی میں شہید کیے گئے، تاہم پاکستان نے یہ سب کچھ برداشت کیا اور ہمیشہ اس موقف کا اعادہ کیا کہ اپنے معاملات کا حل خود افغانوں کو تلاش کرنا ہے۔

بہرحال امریکا اور اس کے اتحادیوں نے جب اپنے طور پر انتظامات کر لئے کہ طالبان سے لڑنے کے لئے ہم نے تین لاکھ فوج کھڑی کر دی، اسلحہ سے ان کو لیس کر دیا، بھارت کو اپنے لے پالک کی طرح یہاں کا چودھری بنا دیا، اور یہ افغان قوم کو لڑاتا رہے گا، یہاں خانہ جنگی جاری رہے گی، یہاں کبھی امن قائم نہیں ہوگا، اسی لئے طالبان کبھی بھی یہاں اپنی حکومت نہیں بنا پائیں گے، اس نے اپنے تئیں یہ سب انتظامات کرنے کے بعد اپنے حمایتیوں کے ذریعہ طالبان کو پہلے مذاکرات کے لئے آمادہ کیا۔ ظاہر ہے جنگ کا خاتمہ اور تصفیہ تو مذاکرات کی میز پر ہی ہوتا ہے، اسی لئے طالبان مجاہدین بھی اس کے لئے تیار ہوگئے، گویا طالبان کی فتح اور واپسی کی بنیاد فروری ۲۰۲۰ء میں ہونے والے امریکا اور امارتِ اسلامیہ افغانستان کے مابین معاہدے سے

ہوگئی تھی، اور امریکی قبضہ کا تقریباً خاتمہ ۵؍جولائی ۲۰۲۱ء کو بگرام کے فوجی اڈے سے امریکی فوجوں کے اچانک انخلا سے ہوگیا تھا، اور اس کے ساتھ ہی کرائے کی افغان فوج دھڑام سے طالبان مجاہدین کے سامنے گرتی چلی گئی، اور یوں نو دن کے اندر اندر کابل فتح ہوگیا۔

طالبان نے بیس سال تک اسلام اور اپنے ملکی دفاع میں امریکا کے خلاف جہاد کیا اور طالبان کی فتح میں اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد و نصرت کا اسی طرح اظہار کیا، جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ مدد و نصرت کا معاملہ کیا تھا، اور طالبان نے بھی اپنی فتح و نصرت میں اپنی قوم اور اپنے مخالفین کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے فتحِ مکہ کے وقت کیا تھا۔

فتحِ مکہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان ہوا کہ جو آدمی ابوسفیانؓ کے گھر میں داخل ہوگیا، اسے امان ہے، جو اپنے گھر کا دروازہ بند رکھے، اس کو امان ہے، جو بیت اللہ میں داخل ہوگیا اس کو امان ہے، ''لَاتَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ''... ''آج کسی پر کوئی ملامت نہیں۔'' اسی طرح طالبان نے بھی کہا کہ آج ہم نے سب کو معاف کیا ہے، جس نے بھی ہمارے ساتھ جو کیا ہم نے سب کچھ معاف کر دیا۔ طالبان کی اس وسیع القلبی سے دنیا دنگ ہے۔

طالبان کا یہ عہد اور اعلان کرنا کہ افغان سرزمین کسی دوسرے ملک کے خلاف استعمال نہیں ہوگی، ہمارے جانی دشمنوں سمیت سب کے لئے عام معافی ہے، خواتین کو شرعی حقوق دیں گے، انسانی حقوق کی پاسداری کی جائے گی اور میڈیا آزاد ہوگا، افغان عمائدین اور تمام جماعتوں کو ساتھ لے کر چلیں گے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان شاء اللہ! طالبان بہترین حکمران ثابت ہوں گے اور یہ چیزیں افغانستان میں مضبوط اسلامی حکومت تشکیل دینے میں بہت ہی زیادہ معاون و مددگار ثابت ہوں گی۔ طالبان نے اعلان کیا ہے کہ ملک کی سرحدیں آنے جانے والوں کے لئے کھلی ہوئی ہیں اور افغانوں کے ملک سے باہر جانے پر کوئی پابندی نہیں ہے، انہوں نے یہ بھی کہا کہ تعلیم یافتہ، ہنرمند اور سرکاری محکموں میں کام کرنے والے افغان باشندے ملک سے باہر نہ جائیں، یہاں رہ کر ملک کو مستحکم، مضبوط بنانے اور ملک کی بہتری کے لئے ہمارے ساتھ کام کریں اور ہمارے ساتھ مل جل کر رہیں۔

۱۵؍اگست ۲۰۲۱ء عالمِ اسلام کے لئے فتحِ مبین کے طور پر صدیوں تک یاد رکھا جائے گا کہ عہدِ حاضر کی تنہا سپر پاور امریکا اور اس کے ۴۵ نیٹو اتحادی اِن طالبان مجاہدین کے سامنے نہ صرف یہ کہ شکست و ریخت سے دوچار ہوئے، بلکہ کروڑوں اور اربوں ڈالر کا اسلحہ بھی یہاں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ امریکی صدر جو بائیڈن کچھ روز قبل تک یہ دعویٰ کرتے رہے کہ کابل پر طالبان کا قبضہ ناممکن ہے، ان کا کہنا تھا کہ امریکی تربیت یافتہ فورسز کی تعداد تین لاکھ سے زائد ہے، جو جدید اسلحہ سے لیس ہے، جبکہ ان کے مقابلہ میں طالبان کی تعداد صرف پچھتر ہزار ہے، جب کہ سرکاری افواج کو امریکی فضائیہ کی مدد حاصل ہے، تاہم چند دنوں میں طالبان نے امریکی صدر کا یہ دعویٰ باطل ثابت کر دیا اور امریکا کے عالمی چودھراہٹ کے غبارہ سپر پاور سے ہوا نکال دی۔

سابق امریکی صدر ٹرمپ نے موجودہ امریکی صدر جو بائیڈن پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ: امریکیوں اور اس کے اتحادیوں کو تاریخ کی سب سے بڑی شکست سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ نیٹو اور یورپی یونین کے سربراہوں نے بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ: امریکا اور نیٹو کو طالبان کے ہاتھوں تاریخی ہزیمت اٹھانا پڑی ہے۔ برطانیہ اور جرمنی وغیرہ نے کھل کر کہا ہے کہ: امریکا کی پالیسیوں، دوحہ مذاکرات میں اس کے غلط فیصلوں اور افغانستان سے فوری انخلا کے باعث ہماری بیس سالہ محنت ضائع ہوگئی ہے اور طالبان پہلے سے زیادہ قوت کے ساتھ تختِ کابل پر براجمان ہوگئے ہیں۔

امریکی صدر جو بائیڈن نے افغانستان سے عجلت میں انخلا کے فیصلے کا دفاع کرتے ہوئے کہا کہ: امریکا نے افغان فورسز کی تربیت کی، انہیں ہر قسم کا اسلحہ فراہم کیا، تنخواہیں دیں، لیکن افغان فورسز طالبان سے لڑنے سے ہچکچاتی ہیں تو امریکی فوج اُن کے لئے کیسے لڑ سکتی ہے؟

دوسری جانب کابل پر طالبان مجاہدین کے قبضے سے بھارت میں پندرہ اگست یومِ آزادی کی خوشیاں سوگ میں بدل گئیں اور نئی دہلی کے ایوانوں

اوران کے میڈیا میں صفِ ماتم بچھی ہوئی ہے، اسی لئے ان دنوں بھارتی ذرائع ابلاغ اور میڈیا طالبان دشمنی میں مغربی میڈیا سے بھی دو ہاتھ آگے نظر آرہا ہے، اس کی دو بڑی وجوہات ہیں: ایک یہ کہ طالبان کی فتح سے افغانستان میں بھارت کے ۳ ارب ڈالر سے زائد مالیت کی سرمایہ کاری ضائع ہوگئی ہے اور دوسرا یہ کہ افغان سرزمین پر بنے بھارتی قونصل خانے جو سفارتی آڑ میں پاکستان کے خلاف سرگرمِ عمل تھے، ان پر تالے لگ جائیں گے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت تھی کہ ۱۵/ اگست جو بھارت کا یومِ آزادی ہے، اسی دن طالبان نے کابل کو ایک گولی چلائے بغیر فتح کیا، جو بھارت کے لئے یومِ آزادی کے بجائے یوم بربادی ثابت ہوا۔

طالبان کی فتح کو آج پندرہ دن سے زائد کا عرصہ ہو چکا ہے، لیکن آج تک بھارتی میڈیا، امریکی ٹاؤٹ، عقل پرست گروہ، دین بیزار طبقہ اور لبرلز طالبان کی اس فتح اور کامیابی کو ماننے اور ہضم کرنے کو تیار نہیں اور یہ کہتے سنے جاتے ہیں کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ٹیکنالوجی سے لیس امریکا اور اس کی اتحادی نیٹو طالبان سے شکست کھا جائیں؟ ایسے لوگوں سے سوال کیا جائے کہ بتایئے! جب مشرکینِ مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا تو اُن کے حصار سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے نکالا؟ غارِ ثور میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حفاظت کس نے کی؟ ہجرت کے موقع پر مشرکین کا جاسوس جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ چکا، اس وقت اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے بچایا؟ بدر میں ایک ہزار مسلح جنگجوؤں کے مقابلہ میں نہتے ۳۱۳ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو کس نے فتح دی؟ غزوۂ احد، غزوۂ احزاب اور فتح مکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو کس نے اور کیسے فاتح بنایا؟ جس طرح یہ فتوحات اللہ تعالیٰ پر ایمان و یقین، توکل واعتماد اور نصرتِ الٰہی کا نتیجہ تھیں، اسی طرح طالبان کی یہ فتح کہ جنہوں نے بیس سال تک قربانیاں دینے کے بعد صرف نو دن کے اندر اندر پورا افغانستان فتح کرلیا، یہ بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان و یقین، توکل واعتماد اور نصرتِ الٰہی کا مظہر اور واضح دلیل ہے، جب کہ امریکا طالبان کی فتح چھ ماہ اور پھر تین ماہ بعد دیکھ رہا تھا، اس لئے امریکا نے اگرچہ رات کی تاریکی میں اپنے اتحادیوں کو بتائے بغیر بگرام ایئربیس خالی کردیا اور ۳ لاکھ افغانی فوج جو اس نے بنائی تھی، اس پر اعتماد کرتے ہوئے بڑے آرام سے وہ اپنی فوج اور اپنے ایجنٹوں کو نکال رہا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کی بنا پر طالبان کا رعب افغان کٹھ پتلی صدر اشرف غنی اور اس کی فوج پر ایسا پڑا کہ اشرف غنی ڈالروں کی بڑی کھیپ اپنے ساتھ لے کر فرار ہوگیا اور امریکا کی تربیت یافتہ افغان فوج طالبان کے سامنے ڈھیر ہوگئی۔ اور امریکا اور اس کی اتحادی افواج کو انخلا میں مشکلات کے باعث طالبان سے ۳۱/ اگست ۲۰۲۱ء جو ڈیڈ لائن تھی، اس میں توسیع کی بھیک مانگنی پڑی، جس پر طالبان نے صاف انکار کردیا اور بالآخر پاکستان کی منت سماجت کرکے ان سے انخلا میں مدد کی درخواست کی، جس کو پاکستان نے قبول کرلیا۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو بلند کرنے والوں کے ساتھ مددِ الٰہی اور اللہ تعالیٰ کی نصرت کا مظہر اور اعجاز۔

الحمدللہ! آج ہر جگہ کے مسلمان طالبان کی اس فتح اور نصرت پر خوش ہیں، لیکن امریکا اور مغرب سے مرعوب میڈیا اینکر اور مغربی تہذیب کے دل دادہ افراد طالبان کی اس فتح اور کامیابی کو ہضم نہیں کر پا رہے، اس لئے مستقبل کے اندیشوں کو بنیاد بنا کر، الیکٹرونک میڈیا اور سوشل میڈیا پر ان کی اس فتح اور کامیابی کو دھندلا یا جا رہا ہے۔ جب کہ اس کے برعکس غیر جانب دار مبصرین اور اہلِ بصیرت حضرات کا کہنا یہ ہے کہ وقت سے پہلے طالبان پر شک وشبہ اور بداعتمادی کا اظہار نہ کریں، بلکہ ان کو حکومت بنانے دیں اور معاملات کو ان کے کنٹرول میں آنے دیں، پھر دیکھا جائے گا کہ وہ اپنے ان اعلانات اور پالیسیوں پر عمل کرتے ہیں یا نہیں؟ جیسا کہ برطانیہ کے چیف آف آرمی اسٹاف نے کہا کہ: طالبان کو وقت دیں، پھر دیکھیں کہ وہ اپنے دعوؤں پر عمل کرتے ہیں یا نہیں۔ حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب مدظلہ نے بھی فرمایا کہ: طالبان کو مشورے مت دیں، جنہوں نے بیس سال تک امریکا کے خلاف جہاد کیا ہے، وہ اپنی ترجیحات اور نظامِ مملکت (کس طرح ہونا چاہئے، وہ) اس کو زیادہ جانتے ہیں۔ وزیر اعظم جناب عمران خان نے بھی دنیا کے

(باقی صفحہ 14 پر)

صفر الخیر میں رائج توہمات

مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی

دین اسلام ایک نہایت ستھرا اور پاکیزہ مذہب ہے، اور یہی وہ فطری دین ہے جو قیامت تک کے تمام مسلمانوں کے لئے ایک جامع دستور العمل اور مکمل ضابطۂ حیات کی حیثیت رکھتا ہے؛ اس کے احکام، آفتاب نیم روز سے زیادہ روشن اور ماہتاب شب افروز سے زیادہ واضح ہیں؛ اس کی تعلیمات نہایت عمدہ، صاف اور صلاح وفلاح کی ضامن ہیں۔ بنیادی طور پر دین اسلام دو چیزوں سے مرکب ہے: (۱) عقیدہ، (۲) عمل۔ اور یہ بات بھی مسلم ہے کہ وہ صحیح عقیدہ اور عمل ہی اللہ کی بارگاہ میں مقبول ومعتبر ہے جس کی شریعت نے تعلیم دی ہے اور اس عقیدہ وعمل کا کوئی اعتبار نہیں جو کلی یا جزئی طور پر دین اسلام کی تعلیمات کے مغائر ومخالف ہے۔

موجودہ دور میں اسلامی تعلیمات سے دوری اور بے توجہی عام ہوتی جارہی ہے؛ جس کا لازمی نتیجہ عقیدہ وعمل میں خرابی اور بگاڑ کی شکل میں رونما ہو رہا ہے اور اسی کا ایک حصہ بدشگونی، توہم پرستی اور خود ساختہ فاسد خیالات ونظریات بھی ہیں، اس سلسلہ میں بعض مروجہ اعمال وافکار اور رسوم ورواج اس طرح لوگوں کے دلوں میں رچ بس گئے ہیں کہ اگر اس قدر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات پر توکل اور اس کی قدرت کاملہ کا یقین اور تقدیر پر ایمان دلوں میں راسخ ہوجائے تو دارین کی سعادت مندی نصیب ہوجائے؛ من جملہ ان فاسد عقائد کے کچھ وہ جاہلانہ توہمات بھی ہیں جو ماہ صفر سے متعلق معاشرہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔

صفر اسلامی کیلنڈر کا دوسرا مہینہ ہے جس کے بارے میں لوگوں کے درمیان بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ جہاں ایک طرف اس کے ساتھ بہت سی توہمات اور بدشگونیاں وابستہ کر لی گئی ہیں، وہیں دوسری طرف ان کے خود ساختہ حل بھی تلاش کرلئے گئے ہیں، صفر کا مہینہ اسلام سے پہلے بھی منحوس سمجھا جاتا تھا؛ لیکن اسلام نے نیک فالی کے طور پر اسے صفر الخیر یا صفر المظفر (بھلائی اور کامیابی کا مہینہ) کا نام دیا۔

صفر کے معنی اور وجہ تسمیہ:

عربوں کے ہاں چار مہینے حرمت کے تھے ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب۔ ان مہینوں میں وہ ہر قسم کے جنگ وجدل سے باز رہتے اور اس انتظار میں ہوتے کہ جیسے ہی یہ حرمت والے مہینے ختم ہوں تو وہ لوٹ مار کا بازار گرم کریں؛ لہٰذا صفر شروع ہوتے ہی وہ قتل وغارت گری، لوٹ مار و رہزنی اور جنگ وجدل کے ارادے سے گھروں سے نکلتے؛ جس کے نتیجے میں ان کے گھر خالی ہوجاتے۔ اس طرح عربی میں یہ محاورہ ''صفر المکان'' (گھر کا خالی ہونا) مشہور ہوگیا، چنانچہ معروف محدث اور تاریخ داں علامہ سخاویؒ نے اپنی کتاب ''المشهور فی اسماء الایام والشهور'' میں صفر کے مہینے کی یہی وجہ تسمیہ لکھی ہے، نیز صفر کو صفر اس لئے بھی کہتے ہیں کہ لگاتار حرمت والے مہینے گزرنے کے بعد باشندگان مکہ جب سفر کرتے تھے تو سارا مکہ خالی ہوجاتا تھا۔

(لسان العرب لابن منظور)

ماہ صفر میں رائج خرافات:

۱:... کچھ لوگ ماہ صفر اور خصوصاً اس کے ابتدائی تیرہ دن...... جنہیں تیرہ تیزی سے موسوم کیا جاتا ہے...... کو منحوس جانتے ہیں اور ان میں آفات و بلیات اور مصیبتوں کے نازل ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں حتی کہ بعضوں نے سینکڑوں کی تعداد میں آفات و بلیات کے نزول کی اور ماہ صفر کے منحوس ہونے کی بے اصل اور من گھڑت روایات بھی نقل کرلی ہیں۔

۲:... اس ماہ میں نہ رشتہ تلاش کیا جاتا ہے، نہ شادی بیاہ کی تقریبات منعقد کی جاتی ہیں؛ بلکہ جن کی شادی ہوچکی ہوتی ہے، ابتداء میں ان شوہر اور بیوی کو تیرہ دن تک جدا رکھا جاتا ہے اس نظریہ سے کہ ان ایام میں ان کا میل جول آپس میں کشیدگی اور نزاع کا باعث ہوگا۔

۳:... اس ماہ میں سفر نہیں کیا جاتا اور کسی نئے کام کا آغاز مثلاً دکان یا مکان کا افتتاح وغیرہ

نہیں کیا جاتا؛ اس بناپر کہ اس ماہ کی نحوست کی وجہ سے یہ سب کام باعث خیر نہ ہوں گے۔

۴:... تیرھویں تاریخ کی صبح کو تیرہ تیزی کی مخصوص خیرات، آفات وبلیات سے حفاظت کے لئے بطورصدقہ فقراء میں تقسیم کردی جاتی ہے۔

۵:... ماہ صفر کے آخری چہارشنبہ کو اہل خانہ کے ساتھ سیروتفریح کی جاتی ہے؛ جس کا نظریہ یہ ہے کہ اس روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل صحت فرمایا تھا اور تفریح فرمائی تھی۔

یہ تمام کے تمام جاہلانہ نظریات اور بے حقیقت باتیں ہیں۔ شریعت میں ان کی کوئی اصل نہیں۔ اگر ماہ صفر میں نحوست ہوتی یا یہ آفات و بلیات کا مہینہ ہوتا تو شریعت میں اس کا ضرور تذکرہ ہوتا اور اس سے حفاظت کے طریقے بھی بتائے جاتے؛ لیکن قرآن وحدیث میں کہیں بھی ایسی تصریح نہیں؛ بلکہ اس کے برعکس صحاح ستہ و دیگر کتب حدیث کی سینکڑوں روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ماہ صفر میں قطعاً کوئی نحوست نہیں ہے۔ دین اسلام نے کبھی کسی مہینہ اور کسی دن کو منحوس قرار نہیں دیا؛ لہٰذا کوئی وقت برکت والا اور عظمت وفضیلت والا تو ہوسکتا ہے جیسے ماہ محرم، ماہ رمضان، سال کے متبرک شب وروز اور جمعہ کی ساعت اجابت (قبولیت کی گھڑی) وغیرہ؛ لیکن نحوست والا قطعی نہیں ہوسکتا، اور ماہ صفر میں انجام دیئے جانے والے یہ تمام امور اور اس سے متعلق نظریات خودساختہ اور ایجاد بندہ کی قبیل سے ہیں۔ اب رہا آخری چہارشنبہ سے متعلق نظریہ، سو اس کا جواب یہ ہے کہ تمام مکاتب فکر اس بات پر متفق ہیں کہ اس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحت یاب نہیں ہوئے؛ بلکہ مرض الموت (جس میں آپؐ تیرہ دن تک بیمار رہے) کی ابتداء اس دن سے یعنی ماہ صفر کے آخری چہارشنبہ سے ہوئی جو بڑھتی ہی گئی یہاں تک کہ آپ کا وصال ہوا۔ لہٰذا یہ آپ کے مرض وفات کے آغاز کا دن تھا نہ کہ صحت یابی کا۔ (فتاوی رشیدیہ) چنانچہ مفتی عبدالرحیم صاحبؒ فرماتے ہیں: ’’مسلمانوں کے لئے آخری چہار شنبہ کے طور پر خوشی کا دن منانا جائز نہیں۔‘‘ ’’شمس التواریخ‘‘ وغیرہ میں ہے کہ ۲۶؍صفر المظفر ۱۱ھ دوشنبہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو رومیوں سے جہاد کرنے کا حکم دیا اور ۲۷؍صفر سہ شنبہ کو اسامہ بن زیدؓ امیر لشکر مقرر کئے گئے، ۲۸؍صفر چہار شنبہ کو اگرچہ آپؐ بیمار ہو چکے تھے؛ لیکن اپنے ہاتھ سے نشان تیار کرکے اسامہ کو دیا تھا، ابھی (لشکر کے) کوچ کی نوبت نہیں آئی تھی کہ آخر چہارشنبہ اور پنج شنبہ میں آپ کی علالت خوفناک ہوگئی اور ایک تہلکہ سا مچ گیا، اسی دن عشاء سے آپؐ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے پر مقرر فرمایا۔ (شمس التواریخ) اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ۲۸؍صفر کو چہارشنبہ (بدھ) کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض میں زیادتی ہوئی تھی اور یہ دن ماہِ صفر کا آخری چہارشنبہ تھا، یہ دن مسلمانوں کے لئے تو خوشی کا ہے ہی نہیں؛ البتہ یہود وغیرہ کے لیے شادمانی کا ہوسکتا ہے، اس روز کو تہوار کا دن ٹھہرانا، خوشیاں منانا وغیرہ، یہ تمام باتیں خلاف شرع اور ناجائز ہیں۔‘‘ (فتاویٰ حقانیہ، کتاب البدعۃ والرسوم وکذا فی فتاوی رحیمیہ، ما یتعلق بالسنۃ والبدعۃ، دارالاشاعت)

لمحۂ فکریہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات کے آغاز پر یہود کا جشن کے طور پر آخری چہارشنبہ منانا تو ان کی اسلام دشمنی کی وجہ سے ظاہر اور واضح ہے؛ لیکن اہل اسلام اس امر میں غور کریں کہ وہ آخری چہار شنبہ کی اس یہودیانہ رسم کو اپنا کر کہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض وفات کا جشن منانے میں صورتاً یہود کی موافقت تو نہیں کر رہے ہیں؟ (اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے)۔

ماہ صفر کو منحوس سمجھنے کی تردید:

اس مہینے کے تعلق سے لوگوں میں جو درج بالا رسومات رواج پاچکے ہیں ان کی تردید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جابجا متعدد احادیث میں فرمائی ہے، چند حدیثیں ملاحظہ فرمائیں:

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی مشیت کے بغیر کوئی بیماری متعدی نہیں اور نہ ہی بدشگونی لینا جائز ہے، نہ الو کی نحوست یا روح کی پکار کوئی چیز ہے اور نہ ماہِ صفر میں نحوست ہوتی ہے۔ (بخاری)

ایک اور روایت میں ہے: ’’کسی چیز کو منحوس خیال کرنا شرک ہے، کسی چیز کو منحوس خیال کرنا شرک ہے۔‘‘ (رواہ ابوداؤد)

سنن ابوداؤد کی اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ: جاہلیت میں لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ بدشگونی (کسی چیز کو منحوس سمجھنا) نفع لاتی ہے یا نقصان دور کرتی ہے، چنانچہ جب انہوں نے اسی اعتقاد کے مطابق عمل کیا تو گویا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک خفی کا ارتکاب کیا۔

(۳) ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا: ’’جو شخص بدشگونی کے ڈر کی وجہ سے اپنے کسی کام سے رک گیا یقیناً اس نے شرک

(اصغر) کا ارتکاب کیا۔‘‘(رواہ احمد فی مسندہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک واقعہ پیش آیا۔ مصر میں زمانہ جاہلیت سے یہ تصور عام تھا کہ سال میں ایک مرتبہ دریائے نیل میں ایک کنواری خوبصورت لڑکی کو ڈال دیا جاتا، اس عمل کو باشندگان مصر اس لئے انجام دیتے کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو دریائے نیل ٹھہر جائے گا اور سارا پانی ختم ہوجائے گا، کچھ تجربات کی وجہ سے ان کا اعتقاد بھی اس سلسلہ میں مضبوط ہوگیا تھا، جب اسلام اس سرزمین پر پہنچا اور حضرت عمرو بن العاصؓ گورنر مقرر کئے گئے تو یہی صورت حال پیش آئی، لوگ آپؓ کے پاس جمع ہوگئے اور اپنی سابقہ روایات کا تذکرہ کیا، حضرت عمرو بن العاصؓ نے صاف کہہ دیا کہ یہ تو اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ ایسا نہیں کیا جائے گا، پھر آپؓ نے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا اور حالات سے واقف کروایا۔ حضرت عمرؓ نے ایک چٹھی لکھی اور کہا کہ اسے دریائے نیل میں ڈال دیں۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے اس چٹھی کو دریائے نیل میں ڈال دیا، پانی پوری روانی کے ساتھ بہنا شروع ہوگیا اور سارے لوگ حیران تھے۔ اس چٹھی میں حضرت عمر فاروقؓ نے لکھا تھا کہ: ’’یہ خط اللہ تعالیٰ کے بندے عمر کی طرف سے دریائے نیل کے نام: امابعد! اگر تو اپنی طرف سے جاری ہوتا تھا تو اب مت ہو اور اگر اللہ واحد وقہار نے تجھ کو جاری کیا تو ہم اسی سے سوال کرتے ہیں کہ وہ تجھ کو جاری کردے۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطیؒ:114) اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت کے ایک غلط دستور اور رواج کا نہ صرف خاتمہ فرمایا بلکہ اسلام کی حقانیت اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کو بھی واضح فرمادیا۔

الغرض: ماہ وسال، شب وروز اور وقت کے ایک ایک لمحے کا خالق اللہ رب العزت ہے، اللہ تعالیٰ نے کسی دن، مہینے یا گھڑی کو منحوس قرار نہیں دیا؛ بلکہ قرآن مجید میں اس کا صاف اعلان فرمادیا: ’’کوئی مصیبت نہ زمین پر پہنچتی ہے اور نہ تمہاری جانوں پر مگر وہ ایک کتاب میں ہے، اس سے پہلے کہ ہم اسے پیدا کریں۔‘‘ (سورۃ الحدید)

لہٰذا ایسے جاہلانہ خیالات جو غیر مسلم اقوام اور قبل از اسلام مشرکین کے ذریعے مسلمانوں میں داخل ہوئے ہیں ان سے بچنا از حد ضروری ہے، آج بھی فاسد نظریات مسلم اقوام میں بھی در آئے ہیں، اس لئے ماہ صفر بالخصوص اس کی ابتدائی تاریخوں کو منحوس سمجھنا سب جہالت کی باتیں ہیں، دین اسلام کے روشن صفحات ایسے توہمات سے پاک ہیں، کسی وقت کو منحوس سمجھنے کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں؛ بلکہ کسی دن یا کسی مہینہ کو منحوس کہنا درحقیقت اللہ ربّ العزت کے بنائے ہوئے زمانہ میں، جو شب وروز پر مشتمل ہے، نقص وعیب نکالنے کے مترادف ہے۔

سعادت ونحوست کا معیار:

حقیقت یہ ہے کہ نحوست اور سعادت کا معیار انسان کا اپنا عمل ہے، ہر وہ نیک عمل جو خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کیا گیا ہو چاہے وہ سال کے کسی مہینے اور مہینے کے کسی روز وشب میں ہو، وہ مہینہ اور وہ زمانہ باسعادت ہے، اسی طرح ہر برا عمل جسے انسان نے اپنی زندگی کے کسی بھی وقت انجام دیا ہو، وہ وقت اس کے لئے نحوست کا باعث ہے۔ بالفاظِ دیگر دین وشریعت کے احکامات وتعلیمات پر عمل کرنے کے لئے جدوجہد کرنے، اللہ اور رسول کی بتائی ہوئی باتوں اور سنتوں کا اہتمام والتزام کرنے نیز اوامر کے امتثال ونواہی سے اجتناب کی سعی کرنے میں جو وقت گزرتا ہے وہ وقت انسان کی نیک بختی و سعادت مندی، فلاح وظفر مندی اور فوز وکامرانی کا سبب بنتا ہے جو ہر مردِ مومن کے لئے اس کے ایمان کی تروتازگی اور نشوونما کا باعث ہے، اس کے برعکس خلافِ شریعت، ترکِ سنت، اور ارتکاب معصیت کی وجہ سے انسان پر غیر شعوری طریقے سے جو منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں وہ اس کی زندگی میں قباحتوں اور نحوستوں کا احساس دلاتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ بعینہٖ اسی وقت کو منحوس سمجھنے لگتا ہے۔ مختصر یہ کہ صفر، سراپا خیر ہے صفر باظفر ہے، صفر نے غزوات کے سب سے پہلے غزوے، غزوۃ الابواء سے اسلام کو کامیابیاں بخشی ہے، صفرالمظفر نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سابقینِ اولین کو جینے کا حوصلہ دیا ہے، سن ۴ر ہجری ماہ صفر میں میں رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے اور ماہ صفر سن ۷ر ہجری میں ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا ہے۔

اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم بدشگونی اور بدفالی کے اس عمل کو چھوڑ کر عزم و یقین، خلوص ونیک نیتی اور تقویٰ وللّٰہیت کے ذریعہ ماہِ صفر میں بلاتامل ہر وہ عمل کریں جو ہم شبانہ روز ماہ وسال کے دوران مختلف مواقع پر کرتے رہتے ہیں۔ حق تعالیٰ ہمیں عقل سلیم اور فہم مستقیم عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆☆

نوجوانانِ جنت کے سردار

سیّدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

حیاتِ طیبہ کے درخشاں پہلو!

چوتھی قسط

مولانا محمد قاسم، کراچی

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت امام حسینؓ کی تربیت اور پرورش میں سیدۃ النساء، خاتونِ جنت حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا پرتو اور عکس رہا ہے۔ حضرت فاطمہؓ کی عظمت وکردار کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چہیتی ولاڈلی صاحبزادی ہیں، پھر زبانِ رسالت مآب سے آپؓ کے جو فضائل و مناقب بیان ہوئے اور آپ کے پیارے بابا جان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح آپؓ کا احترام فرماتے اور آپؓ سے پیش آتے، یہ سب آپؓ کی شخصیت کو مزید نکھار دیتا ہے۔ حضرت فاطمہؓ اتنے عظیم انسان کی بیٹی ہونے کے باوصف گھر کے کام کاج خود کیا کرتی تھیں، مسلسل چکی پیسنے سے آپ کے ہاتھوں میں نشانات پڑگئے، پانی کی مشک اٹھا کر لانے سے آپ کی گردن پر نشان پڑ گیا، گھر میں جھاڑو دینے سے آپ کے کپڑے گرد آلود ہو جاتے۔ پھر آپؓ کی شرم وحیا اور پاک دامنی و باکرداری معروف ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپؓ کے عظیم المرتبت شوہر، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ و صحبت نشین، بہادری وشجاعت میں ضرب المثل، بہترین فیصلہ کرنے اور مشکلات حل کرنے میں لاثانی، عبادت اور سخاوت کے خوگر، ''لافتی الا علیؓ ولاسیف الا ذوالفقار'' (مرد ہو تو علیؓ جیسا اور تلوار ہو تو ذوالفقار جیسی) کا مصداق، سیّدنا ومولانا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہیں۔ سخاوت وجودت، قناعت وایثار پسندی کا پیکر یہ حسین جوڑا جو تین دن مسلسل روزہ رکھتے، شام کو افطار کرنے بیٹھتے، اتنے میں دروازے پر سائل آجاتا تو سامنے رکھا کھانا اسے کھلا دیتے اور خود بھوکے پیٹ سو جاتے، اللہ تعالیٰ نے ان کے اس جذبہ ایثار وقربانی پر قرآن کریم میں یہ آیت مبارکہ نازل فرمادی:

''ویطعمون الطعام علی حبہٖ مسکیناً ویتیماً واسیرا'' (الدھر:۸)

ترجمہ: ''اور وہ لوگ باوجود کھانے کی رغبت اور احتیاج کے مسکین کو اور یتیم کو اور قیدی کو کھانا کھلا دیتے ہیں۔'' (ترجمہ از کشف الرحمٰن)

''قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ اور اتباعِ سنت''

شاعر ابن شاعر سیّد سلمان گیلانی زید مجدہم راوی ہیں: ''فرائض تو فرائض ہیں، مولانا مستحبات پر بھی عمل کرنا اپنے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔ ایک مرتبہ واش روم جاتے جاتے پھر واپس آئے، میں نے کہا: کیا ہوا؟ کہنے لگے: ٹوپی سر پر نہیں۔ میں حیران ہوا کہ ٹوپی پہن کر واش روم میں جانا ضروری ہے کیا؟ فرمایا: نہیں، ضروری تو نہیں، لیکن میں نے پڑھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی حوائج کے لئے تشریف لے جاتے تو کبھی سرِ اقدس برہنہ نہ ہوتا۔ چناں چہ سر پر ٹوپی اوڑھ کر دوبارہ گئے۔ اللہ اکبر! بیرونِ ملک یا اندرونِ ملک کہیں ہوٹل یا کوٹھی میں قیام ہوتا تو فجر میں نماز کے لئے ہمیشہ ہمارے کمروں کے دروازے کھٹکھٹا کر خود جگانے میں پہل کرتے کہ آؤ بھائی، جماعت تیار ہے، جلدی کرو۔ رمضان المبارک میں پہلی دس راتوں میں تراویح میں پورا قرآن کھڑے ہو کر سننا اب تک معمول ہے، ہر سال مجھے ختم قرآن کی تقریب میں بلاتے ہیں، میں نے پوچھا: کیا بات ہے، آپ پہلے دس دن میں فارغ ہو جاتے ہیں، باقی راتیں کیا کرتے ہیں؟ فرمایا: تب یہ ہوتا ہے کہ کبھی کہیں کبھی کہیں رات آتی ہے (غالباً سیاسی مشاغل اور بیانات کی مصروفیت کی جانب اشارہ ہے۔ محمد قاسم) آخر رمضان میں ہم گاؤں چلے جاتے ہیں تو اس طرح پورا قرآن ترتیب سے سننے کا موقع نہیں ملتا، متفرقات سننے پڑتے ہیں۔ پہلی دس راتیں اہتمام سے ایک ہی جگہ ترتیب سے کم از کم ایک سال میں ایک دفعہ تو سننا چاہئے۔ (انتخاب: مولانا محمد قاسم، کراچی)

اس واقعہ کی تفصیل تفسیر بیضاوی میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ چنانچہ سیّدنا حضرت امام حسینؓ کی پرورش اور تربیت ان عظیم ہستیوں کے زیر سایہ ہوئی، جس سے آپؓ کی شخصیت ابھری اور پروان چڑھی اور رہتی دنیا تک کے لئے عزیمت کا اسوہ چھوڑ گئی جو امت مسلمہ کے فخر کے لئے بہت کافی ہے۔ آپؓ کی تقریباً ساٹھ سالہ زندگی، جس کے مزید گوشے آگے بیان کیے جائیں گے، انہی اوصاف حمیدہ وصفات عالیہ کا نمونہ تھی جو خاندانِ نبوت کا طرۂ امتیاز ہیں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عمر ساڑھے چھ برس تھے۔ آپ کے وصال کے چھ ماہ بعد آپ کی صاحبزادی اور حضرت حسینؓ کی والدہ مطہرہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بھی وصال ہوگیا، اس وقت حضرت حسینؓ سات برس کے ہوچکے تھے۔ اپنا نانا جان اور اماں جان کی صحبت و تربیت سے وافر حصہ پانے کے بعد اب دیگر اصحاب رسول و ازواج مطہرات کی خصوصی شفقتیں ومحبتیں آپ کی نشوونما میں اہم کردار ادا کررہی تھیں، ساتھ ساتھ اپنے والد گرامی قدر حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور بڑے بھائی جان حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں تو آپ ہمہ وقت رہتے ہی تھے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کا جانشین وخلیفہ اول، آپ کے رفیق و ساتھی، دوست ومحبوب، ہم مزاج و ہم مذاق، مزاج آشنائے نبوت سیدنا حضرت ابوبکر صدیق اکبرؓ کو بنایا گیا۔ آپؓ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خصوصی تعلق ومحبت کی وجہ سے خاندانِ نبوت کا بہت پاس فرمایا کرتے اور ان کے لئے فکر مند رہا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ فرمایا کرتے تھے کہ:

”ارقبوا محمدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی اهل بیته“ (صحیح بخاری:۳۷۱۳)

ترجمہ: ”تم اہل بیت کے بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کی رعایت کرو۔“

نورالابصار میں آپؓ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے ساتھ حسن سلوک مجھے اپنی قرابت کے ساتھ حسن سلوک سے زیادہ محبوب ہے۔“

(بحوالہ: شہید کربلا المعروف فاطمہ کا چاند)

فتح مکہ کے موقع پر جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کے والد حضرت ابوقحافہؓ مشرف باسلام ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو مبارک باد دی، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی: ”یارسول اللہ! قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا، آپ کے چچا ابوطالب اگر اسلام لے آتے تو میری آنکھیں زیادہ ٹھنڈی ہوتیں۔“ (سیرۃ حلبیہ، ج:۳، ص:۲۱۳، بحوالہ سیرۃ المصطفیٰ، ج:۲، ص:۴۴۹، ط: مکتبۂ عمر فاروق کراچی، ۲۰۱۰ء)

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے ان ارشادات کا عملی ثبوت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کے گھرانے کے ساتھ اپنے حسن سلوک سے پیش کیا، خصوصاً آپ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسوں سے بہت محبت فرماتے تھے۔ آپ کے دورِ خلافت میں جب حضرت خالد بن ولیدؓ کی قیادت میں ”حیرہ“ کا علاقہ فتح ہوا تو حضرت خالدؓ نے وہاں سے حضرت صدیق اکبرؓ کی خدمت میں بہت سا مال بھیجا، اس میں طیلسان کی (خاص قسم کی) چادر اور ایک ہزار درہم بھی بھیجے۔ جب وہ مال مدینہ منورہ پہنچا تو حضرت صدیق اکبرؓ نے وہ خصوصی چادر حضرت امام حسینؓ کو ہبہ کردی۔ (فتوح البلدان، ص:۲۴۲، بحوالہ گلدستہ اہل بیت، ص:۳۳۸)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے انتقال کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دوسرے خلیفہ راشد بنائے گئے۔ اس وقت حضرت امام حسینؓ کی عمر ۹ برس کے قریب تھی۔ حضرت عمر فاروقؓ بھی آپ سے بہت محبت وشفقت فرمایا کرتے تھے اور آپ کا خاص خیال رکھا کرتے تھے، حضرت عمر فاروقؓ اپنی اولاد سے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسوں کو ترجیح دیا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ نے اسی قرابت نبوی کا پاس رکھتے ہوئے حضرات حسنین کریمینؓ کا سالانہ وظیفہ بدری صحابہ کرامؓ کے برابر پانچ، پانچ ہزار روپے مقرر کر رکھا تھا۔ گویا حضرت عمر فاروقؓ نے ان دونوں شہزادوں کو اصحاب بدر کا درجہ دیا۔ (ابن عساکر)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمرؓ پر حضرات حسنینؓ کو ترجیح دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ مال کی تقسیم کے موقع پر آپ نے حضرات حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو دس ہزار اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو ایک ہزار درہم عطا فرمائے۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے رہا نہ گیا اور ان کی زبان پر شکوہ آگیا کہ میں اسلام لانے میں ان پر مقدم ہوں اور مہاجرین میں سے ہوں، پھر بھی آپ ان کو مجھ پر ترجیح دیتے ہیں۔ حضرت عمر

فاروقؓ نے فرمایا: بیٹے! کیا تم ان دونوں صاحبزادوں کے نانا، نانی، باپ، ماں، ماموں، خالہ، چچا اور پھوپھی جیسے نانا، نانی، باپ، ماں، ماموں، خالہ، چچا اور پھوپھی دکھلا سکتے ہو؟

(تذکرہ خواص الامۃ، بحوالہ فاطمۃ کا چاند)

جب کسریٰ کے خزانے تقسیم ہو رہے تھے تو حضرت عمر فاروقؓ نے سب سے پہلے حضرت حسنؓ کو پھر حضرت حسینؓ کو ان کا حصہ دیا، اس کے بعد باقی لوگوں میں مال غنیمت تقسیم فرمایا۔

حضرت عمر فاروقؓ نے ایک بار حضرت حسینؓ سے فرمایا: آپ میرے پاس آتے جاتے رہا کریں، چنانچہ حضرت حسینؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں آپؓ سے ملنے چلا گیا، معلوم ہوا کہ آپؓ کے ساتھ حضرت معاویہؓ بیٹھے ہیں اور خلوت میں کچھ گفتگو ہو رہی ہے، اس وقت وہاں حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی موجود تھے اور اندر جانے کے لئے اجازت کے منتظر تھے، لیکن ان کو اجازت نہ ملی تو وہ واپس چلے گئے، یہ صورت حال دیکھ کر میں بھی واپس ہولیا، کچھ روز بعد حضرت عمر فاروقؓ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے یاد دہانی کرائی کہ میں نے آپ کو ملتے رہنے کے لئے کہا تھا، لیکن آپ کب سے میرے پاس نہیں آئے۔ حضرت حسینؓ نے فرمایا: میں تو آیا تھا، لیکن آپ مصروف تھے اور آپ کے بیٹے کو بھی حاضر خدمت ہونے کی اجازت نہیں ملی تھی تو وہ واپس چلے گئے تھے، پھر میں کیسے آسکتا تھا؟ یہ سن کر حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا: آپ تو عمرؓ کے بیٹے سے زیادہ حق رکھتے ہیں، پھر حضرت عمر فاروقؓ نے ارشاد فرمایا: ”آج ہمیں جو عزت ملی ہے اول تو وہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے، پھر آپ ہی لوگ اس کا سبب بنے ہیں۔“ (ابن عساکر، الاصابۃ بسند حسن)

حضرت عمر فاروقؓ کا لقب ”فاروق“ ہے، جس کا معنی ہے: حق و باطل میں فرق کرنے والا۔ آپ کو یہ لقب زبانِ رسالت نے عطا فرمایا ہے۔ آپؓ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو عزت اور عروج حاصل ہوا۔ بارگاہ الٰہی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو ان الفاظ کے ساتھ مانگا ہے کہ الٰہی! عمرؓ کے ذریعہ اسلام کو قوت و شوکت عطا فرما۔ پھر آپ کا دورِ خلافت اسلام کا سب سے سنہرا دور کہلاتا ہے۔ ان سب کے باوصف آپ کا حضرت حسینؓ سے یہ ارشاد جہاں ایک جانب حضرت حسینؓ کی عظمت اور شان پر مہر ہے، وہیں دوسری طرف آپ کی عاجزی و تواضع، انکساری و خاکساری اور خاندانِ نبوت کے ساتھ محبت و عقیدت کا ثبوت بھی ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے میں یمن سے کچھ کپڑے آئے جو آپ نے اصحاب رسول کی اولاد میں تقسیم فرما دیئے، حضرات حسنینؓ کو ان میں سے حصہ نہ ملا، حضرت عمرؓ نے یمن کے گورنر کو خط لکھ کر ان شہزادوں کے لئے خصوصی لباس تیار کروا کر منگوایا اور انہیں پہنا کر فرمایا: اوروں کو کپڑے دے کر مجھے اتنی خوشی نہیں ہوئی، جتنی حسنؓ و حسینؓ کو ان کے شایانِ شان لباس پہنا کر میرا جی خوش ہوا۔ (البدایۃ والنہایۃ، سیر اعلام النبلاء)

حضرت عمر فاروقؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کے ساتھ اپنا تعلق جوڑنے کے لئے آپ کی نواسی اور حضرت حسینؓ کی چھوٹی ہمشیر سیدہ حضرت ام کلثوم بنت علیؓ کے لئے پیغام نکاح بھیجا، چنانچہ آپ کا نکاح ہو گیا تو حضرات حسنین کریمینؓ اپنی بہن سے ملنے حضرت عمرؓ کے گھر تشریف لایا کرتے تھے، حضرت عمر فاروقؓ انہیں اپنے گھر دیکھ کر خوش ہوتے اور حضرت ام کلثومؓ سے ان کا اکرام کرنے اور خاص خیال رکھنے کو فرماتے۔

حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت کے بعد تیسرے خلیفہ راشد دوہرے داماد رسول، ذوالنورین سیدنا عثمان غنی بن عفان رضی اللہ عنہ منتخب ہوئے۔ یہ ۲۴ھ تھا۔ حضرت امام حسینؓ عنفوانِ شباب میں داخل ہو چکے تھے، یہاں سے آپ کی عملی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ آپ کی حیات طیبہ کا یہ دور جہادی معرکوں میں دادِ شجاعت سے معمور ہے، چنانچہ آپؓ نے حضرت عثمان غنیؓ کے دورِ خلافت میں ہونے والی اسلامی جنگوں میں بھرپور حصہ لیا اور اپنے والد حضرت علی حیدر کرارؓ کی شجاعت جو آپؓ کو قدرتی و فطری طور پر حاصل تھی اور نانا جان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنی جس جرأت کا وارث قرار دیا تھا، اس کے جوہر انہی جہادی معرکوں میں نظر آنا شروع ہوئے۔

حضرت عثمان غنیؓ، حضرت حسینؓ کے دوہرے خالو تھے، کیونکہ آپؓ کی دو بڑی خالائیں حضرت رقیہ و ام کلثوم رضی اللہ عنہما بنات رسول، حضرت عثمان غنیؓ کے نکاح میں یکے بعد دیگرے آئی تھیں۔ اس رشتے سے بھی حضرت عثمان غنیؓ کو آپ سے محبت تھی جس کی ایک جھلک اس واقعہ سے نظر آتی ہے، رجب ۲۶ ہجری میں حضرت عثمان غنیؓ اور آپ کے دونوں بھانجے حسنؓ و حسینؓ عمرہ کے سفر پر اکٹھے روانہ ہوئے۔ دورانِ سفر مقام ”السقیا“ میں حضرت حسینؓ بیمار ہو گئے۔ حضرت عثمان غنیؓ نے فوراً حضرت علی کرم اللہ وجہہ

کو حضرت حسینؓ کی بیماری کی اطلاع بھجوائی اور خود حضرت حسینؓ کی تیمارداری کے لئے ان کے پاس رکنے کا ارادہ کیا، لیکن حضرت حسینؓ نے اپنے خالو جان کو قسم دے کر فرمایا کہ آپ باقی قافلہ کو لے کر عمرہ کے لئے روانہ ہو جائیں۔ محض میری خاطر خود کو عمرہ کی سعادت سے محروم نہ کریں، چنانچہ حضرت حسینؓ کے اصرار پر حضرت عثمان غنیؓ کو وہاں سے روانہ ہونا پڑا، لیکن انہوں نے حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کو حضرت حسینؓ کی تیمارداری کے لئے ان کے پاس رکنے کا فرمایا، بعد میں حضرت علیؓ مدینہ طیبہ سے حضرت حسینؓ کے پاس پہنچ گئے اور کچھ دنوں بعد حضرت عثمان غنیؓ بھی عمرہ ادا کر کے حضرت حسین کے پاس تشریف لے آئے اور حضرت علی اللہ وجہہ سے کہا کہ میں تو اپنے بھانجے کے پاس رکنا چاہتا تھا، مگر انہوں نے ہی نے مجھے قسم دے کر یہاں سے بھیج دیا۔

(الثقات لابن حبان،۲/۲۴۶)

۲۶ ہجری میں خلیفہ راشد سیّدنا عثمان غنیؓ نے افریقا کے جہاد کے لئے لشکر تیار کیا، اس لشکر کے امیر حضرت عبداللہ بن ابی سرحؓ تھے، حضرت حسینؓ اپنے بڑے بھائی جان سیّدنا حضرت امام حسن مجتبیٰؓ کے ساتھ اس لشکر میں شریک ہوئے اور پہلے طرابلس پھر افریقا جا کر جہاد میں حصہ لیا اور اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے۔ اس معرکہ میں طرابلس کا بادشاہ ''جرجیر'' مارا گیا اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ (تاریخ ابن خلدون،۲/۵۷۳)

۳۰ ہجری میں کوفہ سے خراسان کی جانب جہاد کے لئے حضرت سعید بن العاصؓ کی قیادت میں لشکر روانہ ہوا، اس لشکر میں بھی حضرت حسینؓ اپنے بھائی حضرت حسنؓ کے ساتھ شریک ہوئے۔

یہ لشکر ''قومس'' اور ''جرجان'' صلح کے ذریعہ فتح کرتا ہوا ''طمیسہ'' پہنچا، یہاں گھمسان کی لڑائی ہوئی، حتی کہ مسلمانوں کو ''صلوٰۃ الخوف'' پڑھنا پڑی، بالآخر مسلمان فتح یاب ہوئے۔

(تاریخ طبری،۴/۲۶۹)

جب حضرت عثمان غنیؓ کے خلاف بغاوت ہوئی اور بلوائی آپ کی جان لینے کے درپے ہوگئے، تب آپ کے گھر پر پہرہ دینے کے لئے اور آپؓ کی حفاظت کے لئے حضرت حسینؓ، بڑے بھائی حضرت حسنؓ کے ساتھ مسلح ہو کر پہنچے اور آپؓ کے گھر پر پہرہ دیا، لیکن حضرت عثمان غنیؓ کو اپنی جان سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مدینہ منورہ کا احترام عزیز تھا اور آپ مدینۃ النبی میں خون ریزی نہیں چاہتے تھے، اس لئے آپ نے ان حضرات کو قسم دے کر فرمایا کہ آپ لوگ واپس چلے جائیں اور اسلحہ رکھ دیں، میری وجہ سے کسی سے نہ لڑیں۔ (البدایۃ والنہایۃ)

حضرت عثمان غنیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسوں کی جان خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتے تھے، چنانچہ ان حضرات نے اس وقت تو حکم کی تعمیل کی، لیکن کچھ دنوں بعد دوبارہ آپ کے گھر پہرہ دینے کے لئے آئے۔ حضرت عثمان غنیؓ کی حفاظت کے لئے پہرہ دیتے ہوئے حضرات حسنین کریمینؓ زخمی بھی ہوئے مگر ثابت قدم رہے۔ بالآخر ہونی ہو کر رہی اور باغیوں نے گھر میں گھس کر حضرت عثمان غنیؓ کو شہید کر دیا۔

(البدایۃ والنہایۃ)

اس وقت حضرت امام حسینؓ تیس برس کی عمر میں بھرپور جوانی میں تھے اور حضرت عثمان غنیؓ کے دورِ خلافت میں جہاد میں حصہ لینے سے لے کر آپ کی شہادت کے روز آپؓ کی حفاظت کرنے تک حضرت حسینؓ نے بہادری و شجاعت کی داستانیں رقم کی ہیں۔

(جاری ہے)

بقیہ:......اداریہ

تمام ممالک سے اپیل کی ہے کہ وہ طالبان کا ساتھ دیں، ان پر تنقید کرنے کی بجائے ان کو اپنا نظام وضع کرنے دیں، وہ اپنے کئے گئے وعدوں کے خلاف جب کریں گے تب دیکھا جائے گا۔

بہرحال اس تاریخی فتح پر ہم طالبان مجاہدین افغانستان کو مبارکباد دیتے ہیں اور ان کے لئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو نظامِ اسلام نافذ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، بہترین حکمرانی کرنے کے لئے انہیں قبول فرمائے، ان کی تمام مشکلات اور رکاوٹوں کو دور فرمائے، اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام جاری و ساری کرنے کی انہیں توفیق عطا فرمائے، امارتِ اسلامیہ افغانستان کے حصول میں شہادت قبول کرنے والے مجاہدین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ عطا فرمائے اور ان کی روحوں کو امارتِ اسلامیہ افغانستان کے حصول پر خوش و خرم فرمائے، آمین، بجاہ سیّد المرسلین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد و علیٰ آلہ و صحبہ أجمعین

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نئے امیر مرکزیہ

حضرت حافظ ناصرالدین خاکوانی نقشبندی مدظلہ

مولانا محمد ابرار شریف، حیدرآباد

حضرت حافظ ناصرالدین خاکوانی صاحب کی نانی محترمہ کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی۔ حضرت اقدس کی ولادت سے تقریباً بیس سال پہلے ان کو خواب میں ایک بچہ دکھایا گیا اور کہا گیا: ’’یہ تمہارا بیٹا ہوگا اس کا نام ناصرالدین رکھنا، یہ یوسفِ وقت ہوگا۔‘‘ آپ کے نانا محترم کی دو بیویاں تھیں ان کے گھر میں سے کسی کو کوئی بچہ ہوتا تو اسے محترمہ نانی صاحبہ کو دکھایا جاتا کہ پہچانیں، یہ بچہ وہی بشارت والا بچہ تو نہیں تو، وہ فرماتیں یہ وہ بچہ نہیں جو مجھے خواب میں دکھایا گیا تھا۔ جب حضرت خاکوانی مدظلہ کی پیدائش ہوئی تو نانی صاحبہ نے اسے پہچان لیا اور فرمایا کہ ہاں یہ ہی وہ بچہ ہے۔ وہ بچہ پھر بڑا ہو کر محبوب العلماء حضرت حافظ ناصرالدین خاکوانی نقشبندی بنا۔

آپ کی والدہ صاحبہ کا نام حیات بی بی تھا جو قطبِ زماں مولانا حسین علی صاحب نوراللہ مرقدہ واں بھچراں والوں سے بیعت تھیں، ان کے انتقال کے بعد حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مدنیؒ سے بیعت ہوئیں اور پھر سید محمد علاؤالدین شاہ گیلانیؒ دارالسلام شیخوپورہ والوں سے بیعت ہوگئیں۔ حضرت اقدس خاکوانی صاحب کی پیدائش پر حضرت امیر شریعتؒ ملتان میں حضرت خاکوانی کے والد صاحب کے گھر مبارک دینے کے لئے تشریف لائے، ان کے محترم والد صاحب نے حضرت شاہ جیؒ کو دعا فرمانے اور بچے کو گھٹی دینے کے لئے عرض کیا، تو شاہ جیؒ نے دعا تو فرمائی لیکن گھٹی نہ دی، فرمایا کہ خان صاحب آپ بچے کے لئے مجھ سے خون مانگ لیں، مَیں بچے کو خون دے سکتا ہوں مگر گھٹی اس لئے نہیں دے سکتا کہ میری زندگی بہت تلخ گزری ہے میں نہیں چاہتا کہ اس بچے کی زندگی بھی میری طرح مشکلات اور صعوبتوں میں گزرے۔ حضرت خاکوانی کو والدین نے تقریباً ساڑھے چار سال کی عمر میں حفظِ قرآن کے لئے بھیجا، ۱۹۵۲ء میں ساڑھے چھ سال کی عمر میں حفظ کرلیا، پہلی دفعہ تراویح ۱۹۵۳ء میں پڑھائی۔ ساتھ ساتھ عصری تعلیم بھی جاری رہی۔ آپ گورنمنٹ کالج لاہور کے گریجویٹ ہیں ۱۹۶۶ء میں ایم اے عربی میں اول پوزیشن اور گولڈ میڈل حاصل کیا۔

حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ آپ پر بڑے مہربان تھے۔ حضرت خاکوانی صاحب نے حضرت شیخ علاؤ الدین گیلانی نقشبندیؒ کی جب بیعت کی تو ان کے نانا جان کی عمر نوے برس تھی اور وہ یہ سن کے بہت خوش ہوئے، حضرت کے ماموں حضرت سعداللہ خان صاحب حضرت مولانا عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ ایک دن فرمایا کہ سلسلے کا کون سا سبق آج کل چل رہا ہے؟ تو عرض کیا کہ ساتواں سبق، تو فرمایا: کہ تمہاری کیفیت تو منتہیانہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ تم پر مہربان ہیں۔ ایک پیر بھائی نے مدینہ طیبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حضرت خاکوانی صاحب کا سلام پیش کیا تو آواز آئی کہ ہاں ہاں! وہ تو ہمارے محبوب ہیں. حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ بزرگوں کی دعاؤں کی وجہ سے شروع سے ہی نماز، روزہ کی پابندی اور ہر سال رمضان میں مصلّی سنانے کی پابندی رہی۔ حضرت قبلہ نے حضرت سید محمد علاؤ الدین شاہ صاحب قبلہ کی پہلی زیارت ۱۹۵۹ء میں کی اور ۱۹۶۰ء میں بیعت کی سعادت حاصل کی۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں پڑھائی کے دوران عصر سے مغرب تک حضرت پیر علاؤالدین شاہ صاحبؒ کے ہاں اسلام پورہ کرشن نگر میں تشریف لے جاتے رہے (شاہ صاحب ان دنوں یہیں قیام فرماتے) ۱۹۷۰ء میں حضرت شاہ صاحبؒ نے خاکوانی صاحب کو اجازت وخلافت سے نوازا اور فروری ۱۹۹۱ء میں مسجد دارالسلام شیخوپورہ میں حضرت کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔

حضرت پیر سید علاؤ الدین شاہ صاحب گیلانیؒ کی خانقاہ اگرچہ دارالسلام شیخوپورہ میں بالکل ہمارے شہر کے نزدیک ہی تھی لیکن میری ملاقات ان سے کبھی نہ ہوئی کیونکہ ہمارا تعلق چلتے پھرتے مجاہد قسم کے پیروں سے زیادہ رہا حضرت کا

احترام اپنی جگہ، ان کا روحانی مرتبہ اپنی جگہ لیکن ان کی صحبت سے ہمارا فیض نہ اٹھا سکنا ہماری اپنی کمزوری اور کم نصیبی پر دلالت کرتا ہے۔ جب حضرت خاکوانی صاحب جانشین بنے تو حضرت نے وہی ہمارا پسندیدہ مجاہد پیروں والا کردار اپنایا اور پورے ملک میں اپنے مریدوں کو ہر دینی تحریک سے وابستہ رہنے کی تلقین کی۔ خصوصاً ختم نبوت کے اسٹیج سے جب حضرت نے خطاب شروع کئے اور اپنے ہزاروں مریدین کو اس کام کی اہمیت کی طرف متوجہ کیا تو حضرت کی توقیر وتکریم ہماری نظر میں بہت ہی بلند و بالا ہوگئی۔ حضرت والا نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نائب امارت سنبھالی اور الحمدللہ! اس کا خوب حق ادا فرمایا اور فرما رہے ہیں۔ میری زیادہ تر ملاقاتیں تو حضرت خاکوانی سے اسٹیج پر ہی ہوئیں۔ حضرت جس والہانہ محبت کا اظہار فرماتے ہیں وہ میرے لئے بڑے اعزاز کی بات ہے حضرت کے اصلاحی پروگرامز اور روحانی تربیتی اجتماعات میں جب مجھے شرکت کی دعوت ملتی ہے مجھے اس میں شرکت کرکے روحانی خوشی محسوس ہوتی ہے۔ حضرت کا ادبی ذوق بھی بہت عمدہ ہے حمد ونعت اور منقبت بھی بڑے شوق سے سنتے ہیں پڑھنے والے کو محسوس ہورہا ہوتا ہے کہ حضرت کی پوری توجہ اس پر پڑ رہی ہے پڑھنے والا اپنے سوز وگداز کو خود محسوس کررہا ہوتا ہے کہ یہی کلام میں عام جلسوں میں پڑھتا ہوں تو مجھ پر وہ روحانی کیفیات طاری نہیں ہوتیں جو ان اللہ والوں کی موجودگی میں پڑھتے وقت طاری ہوتی ہیں دل سے گواہی آتی ہے کہ اللہ کے بندے تو جس ہستی کے سامنے یہ کلام سنا رہا ہے اس کا نورانی و روحانی اثر آج تیری آواز اور تیرے کلام پر بھی ہورہا ہے۔

حضرت پیر علاؤالدین نقشبندی نوراللہ مرقدہ کے بہت سے خلفاء تھے، ان میں سے حضرت خاکوانی دامت برکاتہم پر چشم انتخاب کا پڑنا گوہر شناسی کی دلیل ہے۔ یہ کوئی دنیاوی عہدہ تو ہے نہیں نہ جائیداد ہے کہ اولاد ہی وارث بنے۔ مجھے یاد نہیں کہ یہ کس بزرگ کے انتقال کے بعد کا واقعہ ہے (یا تو وہ حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی تھے یا حضرت شاہ رکن عالم نوراللہ مرقدہما تھے) ان دونوں میں سے کوئی جب دنیا سے رخصت ہوئے تو ان کے جانشین کے انتخاب کا مرحلہ درپیش ہوا۔ سب خلفاء اور خاندان کے بزرگ و سرپرست جمع ہوئے حضرت کے صاحبزادہ کا پہلا حق تھا کہ مسندِ ارشاد پر متمکن ہوں، اس لئے پہلے ان کی علمی استعداد جانچنے کا مشورہ ہوا سوال پوچھا کہ قرآن میں وضو کی ترتیب یہ ہے پہلا فرض: ”فاغسلوا وجوھکم“ دوسرا فرض: ”وایدیکم الی المرافق“ تیسرا فرض: ”فامسحوا رؤسکم“ چوتھا فرض: ”وارجلکم۔“

یعنی پہلے چہرہ دھونے کا حکم پھر ہاتھ کہنیوں تک دھونے کا حکم پھر سر کے مسح اور پاؤں دھونے کا حکم جبکہ حدیث میں ہے کہ: ”پہلے ہاتھ دھوو، پھر منہ میں کلی کرو، پھر ناک میں پانی ڈالو، پھر چہرہ ہاتھ، سر اور پاؤں کو دھوو اور مسح کرو۔“ تو یہاں قرآن اور حدیث آپس میں متصادم نظر کیوں آتے ہیں؟ صاحبزادہ نے عرض کیا: جی! بس ہم تو حکم کے پابند ہیں، اللہ کا ہو یا رسول کا، اس کی حکمتیں تو اللہ اور رسول ہی جانتے ہیں۔

پھر ایک اور عالم سے جو حضرت کے آج کل خلفاء میں سے تھے اور اپنے مرشد کے بہت قریب تھے ان کا انٹرویو لیا، یہی سوال ان کے آگے رکھا تو انہوں نے فرمایا: قرآن وحدیث میں کوئی تضاد اور تصادم نہیں ہے۔

یہ بات تو درست ہے کہ ہمیں یہ حق ہی نہیں کہ ہم شریعت کے احکام میں حکمت تلاش کریں پھر بھی اگر علمی تقاضا ہے تو عرض کرتا ہوں کہ وضو کے لئے پانی کا صاف اور پاک ہونا بہت ضروری ہے پانی پاک ہے یا نہیں اس کو جانچنے کے تین طریقے ہیں: پہلا چھوکر یعنی پانی کو ہاتھ لگا کر دیکھنا تین دفعہ اچھی طرح مَل مَل کے دیکھ لیا کہ پاک ہے پھر یہ دیکھنا ضروری ہے کہ ایسی کوئی چیز پانی میں نہ ہو جو صرف سونگھنے سے محسوس ہو تین دفعہ پانی ناک میں ڈالا تو اچھی طرح تسلی ہوگئی کہ پانی بدبو سے پاک ہے پھر بھی اندیشہ ہوسکتا ہے کہ چکھنے سے معلوم ہوسکے کوئی ایسی چیز شامل نہ ہو جو صرف زبان محسوس کرسکتی ہے لہٰذا تین مرتبہ کلی کرکے دیکھ لیا۔ اب یقین ہوگیا کہ پانی بالکل پاک صاف ہے، چھوکر بھی دیکھ لیا، سونگھ کر بھی دیکھ لیا اور زبان سے چکھ کر بھی دیکھ لیا۔ سو اب تسلی سے قرآن کی ترتیب کے مطابق وضو کریں۔

سب خلفاء بہت خوش ہوئے اور متفقہ طور پر اس خلیفہ کو جانشین بنایا۔

حضرت خاکوانی صاحب کو بھی یقیناً خود ان کے مرشد اور دیگر خلفاء کرام نے بہت جانچا اور پرکھا ہوگا، روحانی دنیا کی کئی منازل طے کرنے کے بعد وہ اس عظیم منصب پر متمکن ہونے کے اہل ہوئے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان اللہ والوں کی اتباع اور احترام وادب نصیب فرمائے۔ آمین۔ ☆☆

حضرت مولانا سیّد غلام نبی شاہ کی رحلت!

مولانا قاضی حبیب الرحمٰن، مانسہرہ

اللہ والوں کے قافلے تیزی سے عالم آخرت کو جارہے ہیں۔ پچھلے کچھ عرصے سے عظیم علمی ہستیاں، ملک وملت کے مقتدر شخصیات کی وفات کے حادثے پیش آئے۔ ایک شخصیت کی وفات سے آنسو خشک نہیں ہوتے، کہ دوسری شخصیت داغ مفارقت دے جاتی ہے۔ ایسی عظیم ہستیاں دنیا سے اٹھ گئی ہیں جن کے فراق سے دل ودماغ متاثر اور آنکھیں اشکبار ہیں۔ ان کے ارتحال کے حادثوں نے دلوں پر بجلی گرا دی۔ پاکستان کے جن اہل علم واخلاص نے اس ملک کو ایمان ویقین اور دین کے علم سے صحیح جگمگایا تھا اب وہ ایک ایک کر کے رخصت ہورہے ہیں۔ ہر جانے والا اپنے پیچھے ایسا مہیب خلا چھوڑ کر جارہا ہے جس کے پُر ہونے کی کوئی امید نظر نہیں آتی۔ جہاں علم کے حروف، کتابی معلومات اور نئی تحقیقات کا تعلق ہے، علم وفضل کی دنیا میں ان شناوروں کی کوئی کمی نہیں اور شاید آئندہ بھی نہ ہو، لیکن خلوص، للّٰہیت، دین کی سچی تڑپ، تقویٰ، طہارت، سادگی، قناعت، تواضع وہ جنس گراں ہیں جو کتابوں میں نہیں بلکہ صرف اور صرف بزرگوں کی صحبت سے حاصل ہوتی ہیں اور یہ اوصاف موجودہ زمانے میں کہیں خال خال ملتی ہیں بلکہ اب تو مسلسل سمٹ رہی ہیں اور اس خسارے کی تلافی کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔ اس اعتبار سے بزرگ علماء کی وفات ملت کا ناقابل تلافی نقصان ہے۔ پیر طریقت مولانا عزیز الرحمٰن ہزارویؒ، مفتی زرولی خانؒ، ڈاکٹر محمد عادل خانؒ، مولانا محمد عاصم زکیؒ، مولانا عبدالحلیم چشتیؒ، مولانا سید شاہ عبدالعزیزؒ اور ان کی اہلیہ کی وفات کے بعد حال ہی میں برکۃ العصر ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ اور بقیۃ السلف، پیکر علم وعمل، اسلاف کی روایات کے امین، شفقتوں کے پیکر، استاذ العلماء شیخ الحدیث مولانا سید غلام نبی شاہ نے بھی راہی آخرت ہوکر سسکیوں کے تسلسل کو جاری رکھا۔ قحط الرجال کے اس دور میں کہ جب کبھی کوئی دینی، ملی اجتماعی مسئلہ پیش آتا تو حضرت بابا جی ان گنی چنی شخصیات میں سے تھے جن کی طرف سے پہلے نگاہیں اٹھتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں علم وفضل کے ساتھ تحریکی مزاج، تواضع تحمل، معاملہ فہمی، اخلاص، دھیما مزاج، دین وملک کے لئے دردمند دل سے نوازا تھا وہ ان حضرات میں سے تھے جو نمود کے بجائے دین وملت کے خیر خواہ اور امت کے بھلائی کے لئے مصروف عمل رہتے۔ ان کی مثال ایسے گھنے اور سایہ دار درخت کی سی تھی جس کی چھاؤں میں امت مسلمہ کے تمام افراد بالخصوص اہل علم کو آغوش مادر کا سکون وسرور میسر آتا۔ آج پوری علمی، دینی، سیاسی برادری اس عظیم سرمایہ سے محروم ہوگئی اور ملت کا یہ سرمایہ ہم سے چھن گیا گویا ہم یتیم ہوگئے۔ ہمارے خاندان پر احسانات کی بناپر ہمارے مربی اور سرپرست تھے۔ نیاز مندانہ تعلق کی وجہ سے ہمارے ساتھ شاہ صاحب کا معاملہ ایسا تھا کہ لطف وکرم سے لے کر شفقت ومحبت کے تمام الفاظ تشنہ ہی تشنہ معلوم ہوتے ہیں۔ حضرت مولانا سید غلام نبی شاہ کی پوری زندگی دین کی عظیم خدمات سے عبارت تھی۔ درس وتدریس سے لے کر تبلیغی واصلاحی خدمات، تحریکی اور سیاسی سرگرمیاں ان کے عظیم کارہائے نمایاں ہیں۔ جنہیں رہتی دنیا تک بھلایا نہیں جا سکتا۔ دین کی خدمت اور اصلاح امت کے لئے انہوں نے اپنی پوری زندگی وقف کر رکھی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ضمیر میں دینی حمیت ودیعت فرمائی تھی کہ ہمیشہ باطل تحریکات کے افکار وخیالات کی واضح تردید کرتے اور اکابر اہل حق کے فکر وعمل کی ترویج واشاعت کا کام بخوبی سرانجام دیتے۔ پاکستان میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کوئی سازش ابھرتی یا کوئی فتنہ کھڑا ہوتا تو آپ کی طبیعت بے چین اور بے قرار ہوجاتی۔ مدارس اسلامیہ اور دینی شناخت پر کوئی زد آتی تو شاہ صاحب اس فتنے کے مقابلے میں میدان عمل میں آجاتے۔ ملکی اور علاقائی سطح پر اٹھنے والی ہر اس تحریک کا حصہ بنے بلکہ قائدانہ کردار ادا کیا۔ چنانچہ تحریک تحفظ ختم نبوت، تحریک نظام مصطفیٰ، عائلی قوانین کے خلاف تحریک، ناموس رسالت اور آئین کے اسلامی شقوں کو ختم کرنے کے بارے میں تحریک، شرک و بدعت دفاع صحابہ، جاگیرداروں کے خلاف غریبوں کی تحریک میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ کئی فتنے ان کی موجودگی میں سر اٹھانے کے قابل ہی نہ رہے۔ فرمایا کرتے تھے کہ ہم جاگیردار کی جاگیر کے مخالف نہیں بلکہ جاگیردارانہ رویئے کے خلاف ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولاناؒ کی جملہ خدمات دینیہ کو اپنی بارگاہ عالی میں قبول فرمائے۔ آپ کے درجات بلند فرمائے، آپ کے پسماندگان، عزیز واقارب اور شاگردوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ ☆☆

شہیدِ اسلام حضرت لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا نذیر معاویہ، کراچی

مشرقی پنجاب کے مردم خیز ضلع لدھیانہ کے عیسیٰ پور میں پیدا ہونے والے محمد یوسف کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے اوصاف حمیدہ سے نوازا تھا، اگر یوں کہا جائے تو مضائقہ نہ ہوگا کہ اللہ پاک نے اپنے خاص فضل وکرم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے جن افراد کو غیر معمولی علم وحکمت سے نوازا، ۱۹۳۲ء میں جنم لینے والے محمد یوسف بھی ان افراد میں سے ایک تھے، انہوں نے علوم اسلامیہ کی وہ خدمات سرانجام دیں کہ صدیوں تک زمانہ آپ کی خدمات کا معترف رہے گا۔

مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اپنے وقت میں وہ مایہ ناز سپوت تھے، جو ناموس رسالت، ناموس صحابہ واہل بیت اور تحفظ ختم نبوت کے عظیم سپاہی تھے۔ آپ کی علمی خدمات ہمہ جہت تھیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کے نشان، طریقت کے مردِ میدان، دکھی امت کے بہترین نباض، عظیم مفکر ومدبر، دانش ور اور تقویٰ و اخلاص سے لبریز امت مسلمہ کا درد رکھنے والے عظیم انسان تھے۔ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اپنے دور کے جید عالم دین ہی نہیں بلکہ علم وعمل کے پیکر بھی تھے۔ افسوس کہ اس علم وعمل کے خزانے سے بندہ عاجز کو علمی نیاز پانے کا شرف حاصل نہ ہو سکا لیکن میرے رب کا بہت بڑا شکر ہے، اس مالک کا احسان ہے کہ بچپن میں اس عظیم انسان کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور وہ حسین لمحات آج تک مجھے بہت اچھے طریقے سے یاد ہیں۔ کتنا خوبصورت نورانی چہرہ، پُرسکون شخصیت، حضرتؒ کا بہت خوبصورت انداز میں مسکرانا۔ اللہ اللہ۔

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ”الحکیم“ ہے یعنی حکمت والا۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کام اور کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں ہوتا، بس بندے کا کام یہ ہے کہ اس کے علم کی کوئی حکمت سمجھ میں آئے یا نہ آئے وہ ہر حال میں ہر حکم پر عمل کرے۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں پر خصوصی انعام فرماتا ہے اور انہیں اپنے احکام کی بعض حکمتیں سجھا دیتا ہے۔ ان خوش نصیب لوگوں میں مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ بھی ہیں، ان کو زمانے کے اکابر علمائے کرام ”حکیم العصر“ کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ حضرت لدھیانوی شہیدؒ نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دین کے ہر شعبے کو خوب سمجھا اور پھر دین کے ہر شعبے کی مکمل خدمت کی۔ آپؒ ایک جامع انسان تھے، درس وتدریس کے میدان میں ماہر مدرس تھے، علم کے اس نافع چشمے سے ہزاروں نے اپنی علمی پیاس بجھائی۔ ایک سچے عارف باللہ تھے جن کی خانقاہ میں ہدایت کے متلاشی اپنے دلوں کے زنگ دھویا کرتے تھے۔ وعظ ونصیحت، اخلاق و آداب کی دنیا میں ایک عظیم رہبر کی حیثیت رکھتے تھے۔ اللہ پاک نے آپ کو علمی دولت سے نوازا تھا، بلاشبہ آپ ایک بلند پایہ مفتی اور فقیہ تھے، بے شمار لوگ روزمرہ کے مسائل میں آپ سے رہنمائی حاصل کر کے مستفید ہوتے تھے اور حضرتؒ کے اخلاص کی بہ دولت آج تک لوگ ان کے تحریر کردہ مسائل سے مستفید ہو رہے ہیں۔ آپؒ ایک کامیاب قلم کار تھے جن کے مضامین مختلف اخبارات کی زینت بنا کرتے تھے، ان تمام صفات و کمالات میں حضرت شہیدؒ اپنا ایک ممتاز مقام رکھتے تھے۔ بندہ عاجز کے دل میں حضرت شہیدؒ کی محبت سب سے زیادہ جس صفت کی وجہ سے ہے وہ دشمنانِ اسلام کے تعاقب کی صفت ہے۔ اس میدان میں اللہ تعالیٰ نے آپؒ سے وہ کام لیا جو بہت سی تحریکیں اور تنظیمیں بھی نہیں کر سکیں۔

جبل استقامت مولانا محمد اعظم طارق شہید اپنے پیر ومرشد کی دینی خدمات کے حوالے سے ایک جگہ لکھتے ہیں کہ: ”میرے مرشد ومربی، میرے شیخ ومخدوم حضرت لدھیانوی شہیدؒ اس کارواں کے میر کارواں تھے، جس نے دنیا بھر میں اصحاب رسولؐ اور امہات المومنینؓ کی عظمتوں کے گن گائے اور دشمنوں کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراضات کے جواب دینے کے ساتھ ساتھ دشمنوں کے بدنما چہروں سے نقاب اٹھایا اور امت مسلمہ کو ان کی حقیقتوں سے آگاہ کیا، حضرت شہیدؒ نے دینی تحقیق اور تصنیف کے ذریعے سبائیت کے تابوت میں جو کیل ٹھونکے ہیں ان شاء اللہ العزیز وہ رہتی دنیا تک سبائیت کی سازشوں کو دفن کرنے کا باعث بنیں گے۔ حضرت شہیدؒ کا سینہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی طرح حب صحابہ کرامؓ واہل بیتؓ سے اس قدر لبریز تھا کہ اگر کسی گوشے سے کوئی ایک حرف اس مقدس جماعت کے خلاف پڑھنے یا سننے میں آتا تو آپ کا قلم سرپٹ دوڑتا اور میدان تحقیق و تاریخ سے ایسے ایسے گوہر نایاب اور عرق ریزی سے انمول موتی لا کر تحریر میں سمو دیتا کہ جس کی تابانی سے غیر بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔“

۱۳ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ کو آپؒ نے جام شہادت نوش کیا۔

اللہ تعالیٰ ختم نبوت کے اس عاشق صادق کے درجات بلند فرمائیں، آمین۔ ☆☆

عقیدۂ ختم نبوت..... قرآن واحادیث کی روشنی میں

چوتھی قسط

پروفیسر ایم نذیر احمد تشنہ

قرآنی آیات سے ’’خاتم النبیین‘‘ ہونے کا ثبوت:

حضرت سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین اور آخری نبی ہونے پر صاف اور صریح آیت تو یہی سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۴۰ ہے، اس کے علاوہ قرآن مجید کی اور آیات بھی ہیں، جن سے آپ کا خاتم النبیین اور آخری نبی ہونا ثابت ہے:

’’اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا‘‘ (المائدۃ:۳)

ترجمہ: ’’آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کردیا اور تمہارے اوپر اپنی نعمت کو تمام کردیا اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند فرمایا۔‘‘

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر دین کا کامل اور تمام ہونا اس بات کو مستلزم ہے کہ آپ آخری نبی ہیں، کیونکہ آپ کے بعد کسی اور نبی کا آنا اسی وقت ممکن ہوتا، جب آپ کے دین اور آپ کی شریعت میں کوئی کمی ہوتی جس کی کو بعد میں آنے والا نبی پورا کرتا اور جب آپ کا دین کامل اور تمام ہے اور اس کا نامکمل ہونا ممکن نہیں ہے تو آپ کے بعد کسی نبی کا آنا بھی ممکن نہیں ہے۔

’’وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا‘‘ (سورۃ سبا:۲۸)

ترجمہ: ’’اور اے رسول مکرم (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم نے آپ کو دنیا کے تمام لوگوں کے لئے (جنت کی) بشارت دینے والا اور (دوزخ سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔‘‘

اس آیت میں یہ تصریح ہے کہ دنیا کے تمام لوگوں کے لئے آپ رسول ہیں، اگر آپ کے بعد کسی نبی کی بعثت کو جائز قرار دیا جائے تو لازم آئے گا کہ آپ تمام لوگوں کے لئے رسول نہیں ہیں، بلکہ بعض لوگوں کے لئے کوئی اور رسول آئے گا اور اس سے یہ آیت کاذب ہوجائے گی اور قرآن مجید کا کاذب ہونا محال ہے، اس سے لازم آیا کہ آپ ﷺ کے بعد کسی اور نبی کا آنا محال ہے۔

’’قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا‘‘ (الاعراف:۱۵۸)

ترجمہ: ’’آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہئے کہ اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔‘‘

’’وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ‘‘ (الانبیاء:۱۰۷)

ترجمہ: ’’اور ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔‘‘

اس آیت کی بھی اسی طرح تقریر ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی رسول کا آنا ممکن ہو تو پھر بعض لوگوں کے لئے وہ رسول رحمت ہوگا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لئے رحمت نہیں رہیں گے اور یہ اس آیت کے خلاف ہے:

’’تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا‘‘ (الفرقان:۱)

ترجمہ: ’’وہ ذات برکت والی ہے جس نے اپنے عبد کامل پر وہ کتاب نازل کی جو حق اور باطل میں فرق کرنے والی ہے تاکہ وہ عبد کامل تمام جہانوں کے لئے (عذاب سے) ڈرانے والا ہوجائے۔‘‘

اس آیت سے بھی اسی طرح استدلال ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی بعثت کو جائز اور ممکن کہا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لئے ڈرانے والے نہیں رہیں گے، کیونکہ بعض لوگوں کو عذاب سے ڈرانے والا وہ رسول ہوگا اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

’’وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ

فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَکُم مِّنَ الشَّاهِدِيْنَ۔“
(آل عمران:۸۱)

ترجمہ:”اور یاد کیجئے! جب اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے یہ پختہ عہد لیا کہ میں تمہیں جو کتاب اور حکمت عطا کروں، پھر تمہارے پاس وہ عظیم رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) آجائے جو ان (چیزوں) کی تصدیق کرے جو تمہارے پاس ہیں تو تم سب اس پر ضرور ایمان لانا اور تم سب ضرور اس کی مدد کرنا، فرمایا: کیا تم نے اقرار کرلیا اور میرے اس بھاری عہد کو قبول کرلیا، انہوں نے کہا: ہم نے اقرار کرلیا، فرمایا پس تم سب (ایک دوسرے پر) گواہ ہوجاؤ اور میں تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔“

اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ جس نبی کے آنے پر تمام رسولوں سے اس پر ایمان لانے اور اس کی نصرت کرنے کا پختہ عہد لیا گیا ہے وہ تمام رسولوں کے بعد آئے گا، پس اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور رسول کے آنے کو ممکن مانا جائے تو لازم آئے گا کہ وہی آخری رسول ہو اور اسی سے متعلق تمام نبیوں سے پختہ عہد لیا گیا ہو بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس پر ایمان لانے اور اس کی نصرت کرنے کا عہد لیا گیا ہو اور یہ بداہتہً باطل ہے۔

”هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيِّيْنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ آيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ o وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ o“
(الجمعہ:۲،۳)

ترجمہ:”وہی ہے جس نے اَنّی لوگوں میں ان ہی میں سے ایک عظیم رسول بھیجا جو ان پر اللہ تعالیٰ کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور ان کے باطن کو صاف کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور بے شک وہ اس کے آنے سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے اور اس رسول کو دوسروں کے لئے بھی بھیجا ہے جو (ابھی تک) پہلوں سے نہیں ملے اور وہ بے حد غالب بہت حکمت والا ہے۔“

اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانہ کے لوگوں کے بھی رسول ہیں اور اپنے بعد آنے والے لوگوں کے لئے بھی رسول ہیں، اب اگر یہ کہا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور رسول کا آنا بھی ممکن ہے تو پھر اس رسول پر ایمان لانے والوں کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول نہیں ہوں گے اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

”وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا o“
(النساء:۱۱۵)

ترجمہ:”اور جو شخص اس پر ہدایت واضح ہونے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور تمام مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلے ہم اس کو اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ پھرا ہے اور اس کو دوزخ میں داخل کردیں گے اور وہ کیسا برا ٹھکانا ہے۔“

عہد رسالت سے تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا مبعوث ہونا محال ہے، سو جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے گا وہ اس آیت کی وعید کا مصداق ہے۔

”لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى...“
(الحدید:۱۰)

ترجمہ:”تم میں سے جن لوگوں نے فتح (مکہ) سے پہلے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا اور جہاد کیا، وہ دوسروں کے برابر نہیں ہیں، ان کا ان لوگوں سے بہت بڑا درجہ ہے جنہوں نے اس کے بعد (اللہ کی راہ میں) خرچ کیا اور قتال کیا اور اللہ نے ہر ایک سے نیک عاقبت کا وعدہ فرمایا ہے۔“

اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ فتح مکہ سے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین فتح مکہ کے بعد والے صحابہ کرامؓ سے بہت افضل ہیں، اگر سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا مبعوث ہونا ممکن ہوتا تو وہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے افضل ہوتا، کیونکہ نبی غیر نبی سے افضل ہوتا ہے اور ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے اس کا افضل ہونا اس آیت کے خلاف ہے، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا مبعوث ہونا ممکن نہیں ہے۔

تلک عشرة کاملة، ان دس آیات سے واضح ہوگیا کہ سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا مبعوث ہونا ممکن نہیں ہے۔ (جاری ہے)

تحفظ ختم نبوت کے لئے

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی خدماتِ جلیلہ

دوسری قسط

حافظ خرم شہزاد، گوجرانوالہ

”احتسابِ قادیانیت(۶۰ جلدیں)“

برصغیر پاک وہند میں فتنۂ قادیانیت کے ظہور کے بعد اہل علم ودانش، علماء ومشائخ اور تقریباً ہر سنجیدہ اور پڑھے لکھے طبقے نے قلمی طور تحفظ ختم نبوت اور فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی میں اپنا کردار ادا کیا۔ بے شمار کتب ورسائل لکھے گئے۔ اب چونکہ یہ رسائل بکھرے ہوئے تھے اور کچھ تو ایک مرتبہ شائع ہونے کے بعد دوبارہ شائع نہ ہوسکے لہٰذا اب اس بات کی ضرورت تھی کہ ان وقیع اور تاریخی رسائل اور کتابچوں کو یکجا اور محفوظ کردیا جائے۔ یہ کام بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا اللہ وسایا سے لیا، اس کے لئے انہوں نے رسائل کی تلاش اور دریافت شروع کی، طول وعرض کے سفر کئے، گھر گھر پیغام پہنچایا، لائبریریاں کھنگالیں۔ بالآخر وہ ”احتسابِ قادیانیت“ کے نام سے ساٹھ (۶۰) جلدوں میں برصغیر کے ہر مسلک سے تعلق رکھنے والے نامور مصنفین اور اہل علم ودانش کے رسائل شائع کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ اس کام میں ان کے معاونین حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عزیز الرحمن ثانی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جملہ مبلغین نے بھی بھرپور ساتھ دیا، رسائل کی تلاش ودریافت اور جمع وترتیب میں ہر ایک نے اپنا حصہ شامل کیا۔

مناظر اسلام، محقق ومصنف حضرت علامہ خالد محمودؒ اسی حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

”ضرورت تھی کہ ان تمام قدیم تالیفات کو جن کے بل بوتے پر ملت اسلامیہ نے پاکستان میں دو دفعہ ختم نبوت کے محاذ کھولنے اور بالآخر قادیانیوں کو دستور اور قانون کے تقاضوں میں ایک غیر مسلم اقلیت ٹھہرایا۔ پھر سے بطور تاریخی دستاویزات کے شائع اور محفوظ کیا جائے۔ راقم الحروف اسی سلسلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے کہ انہوں نے اس وقت کے علمی احتساب کو نمبروار شائع کرنے کا قصد کیا ہے جب سے برصغیر پاک وہند میں قادیانیت کا پودا لگا۔ الحمدللہ! مجلس نے اس سلسلہ میں بہت سا کام کیا ہے۔ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے اتنا عظیم کام کرنے اور کامیابی سے کنارے اترنے پر لائق صد تبریک ہیں۔“

(احتسابِ قادیانیت، ج:۳، ص:۸)

علامہ خالد محمودؒ مزید فرماتے ہیں:

”راقم الحروف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اس عظیم علمی خدمت پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے۔ یہ اس عظیم علمی خدمت کا اقرار ہے جس کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ہر مجاہد اور کارکن کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ میرا دل بے اختیار اس پر ہدیہ تحسین پیش کرتا ہے۔“

(احتسابِ قادیانیت، جلد۶ صفحہ۲)

ان ضخیم ساٹھ جلدوں میں جن اکابر ومشائخ اور مشاہیر کے رسائل شامل کئے گئے ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں، جس سے اندازہ ہوگا کہ یہ کس قدر عظیم انسائیکلوپیڈیا ہے:

”مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، حضرت مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ، حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیریؒ، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، حضرت مولانا بدرِ عالم میرٹھیؒ، حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ، حضرت علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ، جناب پروفیسر یوسف سلیم چشتیؒ، فاتح قادیان حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ، حضرت مولانا غلام دستگیر قصوریؒ، جناب بابو پیر بخش لاہوریؒ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ، حضرت مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ، حضرت مولانا علامہ شمس الحق افغانیؒ، مبلغ اسلام

جناب ابوعبیدہ نظام الدینؒ بی اے، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ، حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا تاج محمودؒ، حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ، حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، حضرت مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ، حضرت مولانا نور محمد خان سہارنپوریؒ، حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ، حضرت مولانا محمد یعقوب پٹیالویؒ، جناب علامہ نصیر بی اے بھیرویؒ، حضرت مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ، حضرت مولانا عبداللطیف رحمانیؒ، حضرت مولانا ظہور احمد بگویؒ، حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندیؒ، حضرت مولانا قاضی فضل احمد گورداسپوریؒ، حضرت مولانا انوار اللہ خان حیدر آبادیؒ، حضرت مولانا ایم ایس خالد وزیر آبادیؒ، حضرت مولانا عبداللطیف مسعودؒ، حضرت مولانا محمد عالم آسی امرتسریؒ، جناب آغا شورش کاشمیریؒ، جناب مولانا عبدالکریم مباہلہؒ، جناب ماسٹر غلام حیدر شیخؒ، حضرت مولانا قاضی غلام گیلانیؒ، حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ، مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش درانیؒ، حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ میانیؒ، حضرت مولانا محمد صادق بہاولپوریؒ، حضرت مولانا سیّد ابوالحسنات محمد احمد قادریؒ، جناب سید حبیب لاہوریؒ، حضرت مولانا حنیف ندویؒ، جناب شیخ سلطان احمدؒ، حضرت مولانا گلزار احمد مظاہریؒ، جناب منشی محمد عبداللہ معمارؒ، حضرت مولانا احمد بزرگ سملکیؒ، حضرت مولانا حافظ عبدالسلام لکھنویؒ، حضرت مولانا حافظ حکیم عبدالشکور حنفیؒ، حضرت مولانا علم الدینؒ (ساکن قادیان)، حضرت مولانا علم دین حافظ آبادیؒ، حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ، حضرت مولانا محمد یعسوب مونگیریؒ، جناب حاجی سید عبدالرحمن مونگیریؒ، منشی محمد شفیع امرتسریؒ، جناب قاضی اشرف حسین رحمانیؒ، حضرت مولانا احمد صدیق سونڈویؒ، حضرت مولانا عبدالقدیر امروہیؒ، جناب ابوالمحاسن محمد ارشدؒ، حافظ محمد اسحاق قریشی جہلمیؒ، ڈاکٹر حکیم محمد علی صاحب دہلویؒ، حضرت مولانا نورالحق علویؒ (اٹک)، حضرت مولانا عبدالعزیز مناظر ملتانیؒ، حضرت مولانا عبدالمجید مونگیریؒ، جناب فصیح احمد بہاریؒ، حضرت مولانا سیّد ادریس دہلویؒ، علامہ عبدالرشید طالوتؒ، جناب ڈاکٹر غلام جیلانی برق، جناب ملک محمد جعفر خان، جناب غلام احمد پرویز، حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ، محترم صاحبزادہ طارق محمودؒ، حضرت مولانا احمد عبدالحلیم کانپوری، حضرت مولانا بشیر اللہ مظاہری رنگونی، جناب اسرار احمد صاحب آزاد، حضرت مولانا امیر الزمان کشمیری، جناب ڈاکٹر محمد عبداللہ خان جتوئی، جناب فرزند توحید صاحب، حضرت مولانا محمد اسحاق صدیقی، حضرت مولانا عبدالقادر آزاد، حضرت مولانا حافظ محمد ایوب دہلوی، حضرت مولانا سعید الرحمن انوری، حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب چاٹگامی، حضرت مولانا عتیق الرحمن چنیوٹی، حضرت مولانا غلام جہانیاں، حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر، حضرت مولانا محمد ابراہیم کمیر پوری، حضرت مولانا عبدالرشید، حضرت مولانا محمد عبداللہ محدث روپڑی، حضرت مولانا منظور احمد الحسینی، جناب محمد اسماعیل سہام، حضرت مولانا مہر الدین، جناب سلطان نظامی صاحب، جناب سید احسن شاہ صاحب، جناب سلطان احمد خان، حضرت مولانا محمد اسحاق قاضی، سید عبدالمجید شاہ امجد بخاری بٹالوی، جناب نعیم صدیقی، جناب سعید احمد ملک، جناب چوہدری افضل حق، جناب واجد علی خان، خواجہ عبدالحمید بٹ، مولانا عبدالحلیم الیاسی، جناب اختر احسن صاحب، چودھری محمد حسین ایم اے، جناب عبدالقیوم پراچہ، مولانا محمد اسحاق امرتسری، جناب ڈاکٹر صوفی نذیر احمد، جناب ملک محمد صادق، جناب محمد صادق قریشی، مولانا نور محمد گرجاکھی، مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی، جناب سعید قریشی، مولانا مشتاق احمد چرتھاولی، مولانا عبدالرزاق انقلابی، مولانا قاضی عبدالصمد سربازی، جناب عبدالوہاب حجازی، جناب غلام نبی جانباز مرزا، جناب حافظ بشیر احمد مصری، حضرت مولانا عبدالرحیم اشرف، جناب سید برکت علی شاہ گوشہ نشین، مولانا محمد اسماعیل گوجروی، جناب ڈاکٹر سید فدا حسین شاہ، حضرت مولانا سید عبدالجبار قادری، چوہدری غلام رسول چیمہ، حضرت مولانا امام الدین گجراتی، جناب منشی مولا بخش، حضرت مولانا سید عبدالرحمن، جناب عبدالکریم ناقد،

حضرت مولانا محمد جعفر تھانیسری، حضرت مولانا ابوالکلام آزاد، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، حضرت مولانا شہاب الدین، حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری، حضرت مولانا عبدالرحیم منہاج، حضرت مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی، جناب غلام محمد شوخ بٹالوی، مولانا محمد عبدالسلام ہزاروی، حضرت مولانا سید محمد اسماعیل ککی، حضرت مولانا غلام سبحانی مانسہروی، جناب حکیم محمد اسحاق، حضرت مولانا ہلال احمد دہلوی، جناب محمد نواز ایم اے، حضرت مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی، مولانا ولی الدین فاضل (سابق قادیانی)، حضرت مولانا غلام رسول فیروزی، حضرت مولانا مفتی عزیز احمد لاہوری، جناب مشرف بریلوی، مولانا خلیل الرحمٰن پانی پتی (فاضل دیوبند)، حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی، حضرت مولانا محمد فیروز خان ڈسکوی، حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی، حضرت مولانا سید پیر کرم شاہ الازہری، جناب حکیم مظہر حسین قریشی صدیقی میرٹھی، حضرت مولانا محمد بشیر شہسوانی، حضرت مولانا عبدالمجید دہلوی، حضرت مولانا محمد عبداللہ شاہ جہان پوری، حضرت مولانا دوست محمد خان بھوپالی، حضرت مولانا خلیل الرحمٰن بھوپالی، حضرت مولانا محمد اسماعیل علی گڑھی، جناب شیخ حسین بن محسن انصاری یمنی، حضرت مولانا محمد سعد اللہ لدھیانوی، حضرت مولانا غلام رسول نقشبندی امرتسری، حضرت مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی امرتسری، حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید، جناب پروفیسر منور احمد ملک، جناب شیخ راحیل احمد (جرمنی)، جناب فیض اللہ صاحب گجراتی، حضرت مولانا سید محمد ہاشم شمسی، جناب ڈاکٹر اسرار احمد، مولانا امان اللہ گجراتی، جناب عبدالرحیم عاجز امرتسری، مولانا عبدالرحیم ڈیروی، حضرت مولانا بہاؤالحق قاسمی امرتسری، جناب ماسٹر محمد ابراہیم، حضرت مولانا محمد موسیٰ خان (لودھراں)، حضرت مولانا محمد نعیم آسی سیالکوٹی، جناب حاجی محمد مسلم دیوبندی، حضرت مولانا سید علی الحائری لاہوری، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی، جناب بابو پیر بخش لاہوری، جناب عبدالستار انصاری، حضرت خواجہ ضیاء الدین سیالوی، جناب سائیں آزاد قلندر حیدری قادری، حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی، مولانا ملک نظیر احسن بہاری، حضرت مولانا اللہ دتہ صاحب، جناب شیخ احمد حسین میرٹھی، حضرت مولانا محمد مجتبیٰ رازی رامپوری، حضرت مولانا محمد عبداللہ احمد پوری، حضرت مولانا عبدالحفیظ حقانی حنفی (آگرہ)، حضرت مولانا ابرار حسین پٹنی، حضرت مولانا قاضی عبدالغفور شاہپوری، حضرت مولانا محمد صادق قادری رضوی، حضرت مولانا ابومنظور محمد نظام الدین قادری، حضرت مولانا عبدالقادر سات گڑھی، حضرت مولانا شیر نواب خان قصوری مجددی، حضرت مولانا پیر محب اللہ راشدی، جناب ملک فتح محمد اعوان، جناب قاضی غلام ربانی شمس آبادی، حضرت مولانا قاضی غلام گیلانی، حضرت مولانا عبدالوہاب خان رام پوری، حضرت مولانا غلام ربانی جوہر آبادی، حضرت مولانا ابوالمنظور عبدالحق کوٹلی سرہندی، حضرت مولانا پیر سید کرم حسین شاہ نقشبندی، حضرت مولانا محمد شریف قادری، حضرت مولانا عبدالودود قریشی، حضرت مولانا عبدالقیوم میرٹھی، ڈاکٹر منصور ایم رفعت مصری، شیخ خضر حسین (پروفیسر جامعہ ازہر مصر)، جناب تاج الدین احمد تاج، حضرت مولانا ابوعمر عبدالعزیز، حضرت مولانا حکیم عبدالغنی، حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقی، حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ میانوی، حضرت مولانا عبدالحئی امرتسری، حضرت مولانا حکیم ولی الدین بھاگلپوری، حضرت مولانا محمد الدین، حضرت مولانا محمد یعقوب ربانی، حضرت مولانا سید محمد عرب مکی، حضرت مولانا محمد عبداللہ جوناگڑھی، حضرت مولانا مفتی عتیق اللہ شاہ کشمیری، حضرت مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، حضرت مولانا محمد عبداللہ روپڑی، حضرت مولانا عبدالرحمٰن لکھوی، حضرت مولانا حسن رضا قادری، حضرت مولانا مفتی رفاقت حسین بریلوی، حضرت مولانا سید محمود احمد رضوی، حضرت مولانا محمد شریف خالد رضوی، حضرت مولانا ڈاکٹر نظام الدین شامزئی، حضرت مولانا ابوالنذیر (راولپنڈی)، جناب چوہدری رحمت الٰہی، جناب نیاز لدھیانوی، پروفیسر شاہ فرید الحق، جناب ماہر القادری، جناب پروفیسر محمد اسماعیل، جناب میاں محمد نوشہروی، جناب ڈاکٹر نظیر صوفی، مولانا عبدالمجید سوہدروی، الحاج رحیم بخش (ریٹائرڈ سیشن

جج)، جناب باؤ تاج محمد نکودری، حضرت مولانا عبدالحئی کوہاٹی، حضرت مولانا سلطان محمود دہلوی، حضرت مولانا سید محمد اویس سکروڈھوی، حضرت مولانا عتیق الرحمٰن آواری، حضرت مولانا ابوالبیان محمد داؤد پسروری، حضرت مولانا مفتی محبوب سبحانی واعظ، حضرت مولانا محمد حسین سرحدی، جناب صفوۃ الرحمٰن، جناب عبدالرحیم قریشی، مولانا صوفی سید عبدالرحمٰن گیلانی مجددی، حضرت مولانا سید عبدالسلام قادری باندوی، حضرت مولانا محمد چراغ صاحب، حضرت مولانا قاری حضرت گل (بنوں)، حضرت مولانا عبدالرحمٰن (فیصل آباد)، حضرت مولانا مشتاق احمد ہوتوی، حضرت مولانا عبدالحق (رحیم یار خان)، حضرت مولانا محمد مطیع الحق، حضرت مولانا علم دین (حافظ آباد)، جناب منشی اللہ دتہ بہاولپوری، پروفیسر ایم جے آغا خان، مہر عبدالرحیم جوہر جہلمی، سید محمد غلام احمد پوری، پروفیسر سید محمود علی کپور تھلوی، حضرت مولانا محمد اعظم گوندلوی، حضرت مولانا ایوب دہلوی، حضرت مولانا سید مبارک علی شاہ ہمدانی، حضرت مولانا عبدالغفور کلانوری، مولانا حافظ حکیم عبداللطیف مندرانوالی، حضرت مولانا کرم دین دبیر، مولانا عبدالصمد سندوروی سیاح، مولانا غلام احمد امرتسری، مولانا محمد شفیق (گجرات)، حضرت مولانا سید نورالحسن شاہ بخاری، حضرت مولانا خدا بخش شجاع آبادی، مولانا تاج الدین بسمل سندھی، جناب واحد علی ملتانی، جناب عبدالرحیم سلیم، جناب غلام نبی میر ناسک، حضرت مولانا سید اسعد مدنی، حضرت مولانا عبدالواحد خان رامپوری، حضرت مولانا ابو سلمان عبدالرحمٰن دہلوی، حضرت مولانا محمد مظہر الدین رمداسی، حضرت مولانا ملا محمد بخش حنفی چشتی قادری، حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہید، حضرت مولانا محمد اعجاز دیوبندی، ڈاکٹر محمد عظیم پارس ایرانی، جناب عبدالرؤف دہلوی، حضرت مولانا عبدالواحد مخدوم، جناب امجد نصیر، حضرت مولانا سید نورالحسن بخاری، حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن دیوبندی، جناب قاری عبدالحئی عابد، حضرت مولانا ظہور احمد بگوی، حضرت مولانا اظہار احمد بگوی، حضرت مولانا افتخار احمد بگوی، الحاج میاں قمرالدین اچھروی، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی، حضرت مولانا فضل حق پشاوری، جناب مختار حسن، حضرت مولانا سعیدالرحمٰن علوی، حضرت مولانا خلیل الرحمٰن قادری (راولپنڈی)، حضرت مولانا محمد رفیق خان پسروری، حضرت مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری، حضرت مولانا عبدالقدیر صدانی، حضرت مولانا عنایت اللہ لاہوری، جناب قاضی خلیل احمد (سابق قادیانی)، عبدالرزاق مہتہ، جناب مرزا محمد حسین (سابق قادیانی)، جناب محمد صالح نور (سابق قادیانی)، جناب راحت ملک (سابق قادیانی)، جناب سبط نور، مولانا شوکت اللہ میرٹھی، جناب مظہرالدین ملتانی، حضرت مولانا محمد حسن فیضی، حضرت مولانا قاضی ظفر الدین، حضرت مولانا اصغر علی روحی، حضرت مولانا حکیم غنیمت حسین، حضرت مولانا میر محمد ربانی، مولوی صدرالدین گجراتی، محمد رفیق باجوہ، عزیز احمد ٹھیکیدار (چک جھمرہ)، جناب شفیق مرزا، عبدالرحمٰن (ڈیرہ غازی خان)، ملک عزیزالرحمٰن گجراتی، طاہر رفیق اختر، ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی، عبدالرب خان برہم۔“

”احتساب قادیانیت“ کی یہ ساٹھ جلدیں رد قادیانیت کے موضوع پر ایک عظیم الشان انسائیکلوپیڈیا ہیں، جس کا سہرا اور کریڈٹ حضرت مولانا اللہ وسایا کو جاتا ہے، جنہوں نے جان جوکھوں میں ڈال کر انتہائی محنت اور انتھک مشقت کے بعد اس ضخیم مجموعہ اور سرمایہ علم کو منظم انداز میں مرتب اور محفوظ کیا۔ فجزاھم اللّٰہ تعالیٰ فی الدنیا والآخرۃ۔

(جاری ہے)

اظہارِ تعزیت

مجاہد ختم نبوت تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء میں اہم کردار ادا کرنے والے امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے جانباز سپاہی، قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کے حدی خواں، مولانا محمد علی جالندھریؒ کے شیدائی و عاشق، یادگارِ اسلاف محترم جناب حافظ محمد امین صاحب تقریباً ۹۶ برس اس دارفانی میں عمر پاکر انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ احباب سے مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خبروں پر ایک نظر

عشرۂ تحفظ ختم نبوت.... بسلسلہ ۷/ستمبر یوم تحفظ ختم نبوت

کراچی (مولانا محمد کلیم اللہ نعمان)

۷/ستمبر۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلے کی مناسبت سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام عشرۂ ختم نبوت کا اعلان کیا گیا، جس میں کراچی شہر کے اٹھارہ ٹاؤنز میں چھوٹی بڑی کانفرنسیں منعقد کی گئیں، ضلع جنوبی کے حلقہ صدر ٹاؤن میں پندرہ، لیاری ٹاؤن میں دس، کیماڑی ٹاؤن میں گیارہ پروگرام طے ہوئے۔ الحمدللہ!

پہلا پروگرام:

حلقہ بزنس روڈ کی مرکزی جامع مسجد سنہری میں بعد نماز عشاء پروگرام کا آغاز مولانا حمید سعدی امام جامع مسجد ہذا کی تلاوت سے ہوا۔ راقم الحروف نے پروگرام کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے مختلف جماعتی سرگرمیوں کی کارگزاری پیش کی۔ بعدازاں مہمان خصوصی مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنی بساط کے مطابق جہاں جہاں ممکن ہو مکمل امانت و دیانت کے ساتھ اور اپنے اکابرین کے طرز کو اختیار کرتے ہوئے منکرین ختم نبوت کی سرکوبی کے فرائض سرانجام دے رہی ہے۔

دوسرا پروگرام:

صغریٰ مسجد گارڈن میں بعد نماز ظہر کانفرنس کا انعقاد کیا گیا، جس کے مہمان خصوصی مبلغ ختم نبوت کراچی مولانا عبدالحئی مطمئن نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ۷/ستمبر۱۹۷۴ء کا فیصلہ ایسا شاندار اور جاندار فیصلہ تھا کہ امت محمدیہ میں یہ واضح کردیا گیا کہ عاشقانِ مصطفیٰ کی جماعت اور دشمنانِ مصطفیٰ کی جماعت کون سی ہے؟ حضور سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے غداروں کا اسلام اور دین محمدی سے کوئی واسطہ نہیں۔ امام مسجد ہذا قاری عبدالوحید عباسی نے جماعت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے تمام شرکاء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت رہ کر کام کرنے کی ترغیب بھی دی۔

تیسرا پروگرام:

جامع مسجد الغفار میں بعد نماز عشاء کانفرنس کا انعقاد کیا گیا، جس کا آغاز بھائی شعیب کی تلاوت سے ہوا جبکہ ہدیہ نعت محترم محمد عثمان نے پیش کی۔ حلقہ اکبر روڈ کے معاون، مدرس مدرسہ غفوریہ سولجر بازار مولانا شعیب نے پروگرام کے اغراض و مقاصد کو بیان کیا، بعدازاں مہمان خصوصی مبلغ کراچی مولانا عبدالحئی مطمئن نے تحریک ختم نبوت کی اہمیت بیان کرنے کے ساتھ تحریک ختم نبوت میں عوام کی بیداری اور علماء کرام کی قربانی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اسمبلی میں علماء کرام نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا اور عوام الناس جان و مال کی قربانیاں دے کر سرخ رو ہوئے، جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس عظیم کامیابی سے ہم کنار فرمایا، پروگرام کی تمام ترتیب محترم جناب سعید نے اپنے رفقاء سمیت قائم کی۔

چوتھا پروگرام:

حلقہ رنچھوڑ لائن کی جامع مسجد بیچ والی میں بعد نماز مغرب پروگرام کا انعقاد ہوا، پروگرام کے مقاصد اور جماعتی خدمات کو مختصراً حلقہ گزدرآباد کے معاون مفتی درید نے بیان کیا، بعدازاں مہمان خصوصی مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی گروہ نے ۱۹۷۴ء کے فیصلے کو تسلیم نہ کرکے خود کو غداران وطن کے کٹہرے میں لاکھڑا کیا ہے۔ یہ فیصلہ یکطرفہ نہیں تھا، بلکہ قادیانیوں کو بھی پورا موقع دیا گیا کہ وہ اپنا موقف اسمبلی میں پیش کریں۔ ۱۱ دن مرزائی اور دو دن لاہوری گروپ نے دلائل پیش کئے جب ان کے عقائد اور نظریات کی وجہ سے اسمبلی کے فلور پر قادیانی اور لاہوری گروپ کو دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا فیصلہ سنایا گیا تو یہ دشمنانِ ختم نبوت ملک پاکستان کے بھی دشمن بن گئے، اسی حساسیت کو مصور پاکستان ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے اپنے تاریخ ساز الفاظ میں یوں بیان کیا تھا کہ:’’قادیانی ملک وملت کے غدار ہیں‘‘ ہمارے ملک کے حکمرانوں کو اس جملے سے رہنمائی لیتے ہوئے اپنے آپ کو قادیانیت نوازی سے دور رکھنا چاہئے۔ پروگرام میں کثیر تعداد میں عوام الناس سمیت

خواتین نے بھی شرکت کی۔

پانچواں پروگرام:

جامع مسجد خضریٰ پاسپورٹ آفس میں بعد نماز عشاء پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ پروگرام کی سرپرستی مسجد ہذا کے امام مولانا اظہارالحق تھانوی نے کی۔ راقم الحروف نے جماعت کی اور عشرۂ تحفظ ختم نبوت کی مکمل کارگزاری سے مجمع کو آگاہ کیا، بعدازاں مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کے لئے ہر انسان اپنی فیلڈ میں رہتے ہوئے اپنا کردار ادا کرے۔ قادیانی اس امت میں ناسور کی حیثیت رکھتا ہے۔ ظفراللہ قادیانی لعنتی کو حکومت وقت کا قومی ہیرو بنانا ملک اور آئینی فیصلہ سے مذاق اور توہین ہے، ایسا غدار وطن جو اپنے عہدہ سے استعفیٰ دینے کو تیار لیکن قادیانی اجتماع میں شرکت کرنے پر مصر تھا۔ اس کا مطلب ہوا کہ قادیانی اپنی جماعت کو ملکی وفاداری پر ترجیح دیتے ہیں۔ یہ وزارتیں آج ہیں، کل نہیں ہوں گی، لیکن دین محمدی قیامت کی صبح تک زندہ وجاوید رہے گا۔ پروگرام میں کثیر تعداد میں تاجر، علماء اور عوام الناس نے شرکت کی۔

چھٹا پروگرام:

جامع مسجد صدیق اکبر اردو بازار میں پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ راقم الحروف نے پروگرام کے اغراض ومقاصد کے ساتھ ۷؍ستمبر کے حوالے سے مختصر گفتگو کی، مہمان خصوصی جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے استاذ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مشفق مولانا فیصل خلیل نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور سیرت کو اپنا کر انسان اپنے آپ کو جنت کا مستحق بناسکتا ہے اور ہر نبی کی امت اپنے نبی کے طریقے کو اپنانے کی بھرپور کوشش کرتی ہے۔ کیا مرزائی اس بات کی ہمت کرسکتے ہیں کہ وہ اپنے پیشوا کی پیروی کریں اور اسی کے جیسی موت مانگیں؟ مرزا غلام قادیانی غلاظت کا چشمہ تھا، گندگی کا ڈھیر تھا، جبکہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم عمدہ صفت اور خلق عظیم کے پیکر تھے۔ ۷؍ستمبر یاد کراتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وفادار قیامت کے دن حضور کے جھنڈے کے سائے میں ہوگا جبکہ مرزا بدبخت کے پیروکار اس کے ساتھ جہنم کی وادیوں میں ہوں گے۔ ہماری جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مرزائیوں کو دعوت فکر دیتی ہے کہ سچے نبی کی مان کر ان جھنڈے تلے آجاؤ اور جھوٹے کو چھوڑ کر اپنی آخرت بنالو۔ پروگرام میں امام مسجد مفتی زوہیب، محترم حاجی یعقوب نے خوب دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے ہمیشہ ایسے اہم موضوع پر ترتیب قائم کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ پروگرام میں حلقہ صدر ٹاؤن کے مسؤل مولانا مسعود احمد لغاری سمیت پوری ٹیم نے خدمت سرانجام دی، پروگرام میں علاقے کے کثیر تعداد میں علماء کرام سمیت عوام الناس نے شرکت کی۔

حلقہ لیاری ٹاؤن

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام عشرۂ تحفظ ختم نبوت کے تحت حلقہ لیاری ٹاؤن میں سات پروگرام طے ہوئے، جن کی تمام تر ترتیب ٹاؤن کے نگران مولانا نعیم اللہ اور مولانا عبدالحمید کوہستانی نے اپنی ٹیم کے ہمراہ بنائی۔

پہلا پروگرام:

جامع مسجد خالد بن ولید آگرہ تاج کالونی میں پروگرام کا انعقاد ہوا، پروگرام کے اغراض ومقاصد مولانا عبدالحمید کوہستانی نے بیان کئے، بعدازاں مہمان خصوصی کوئٹہ کے مبلغ مولانا محمد اویس ستار نے مفصل ومدلل گفتگو کی۔ ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے حوالے سے مکمل کارگزاری سن کر عوام الناس نے خوب ایمانی جذبات کا اظہار کیا۔

دوسرا پروگرام:

جامع مسجد محمدی جہاں آباد بکرا پیڑی میں پروگرام کا انعقاد ہوا، پروگرام کی ترتیب مولانا شعیب نے سرانجام دی، مہمان خصوصی مولانا عبدالمتین امام وخطیب جامع مسجد اقصیٰ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ۷؍ستمبر کے فیصلے کو امت نے عالم اسلام کی فتح قرار دیا ہے، اب اس نعمت کا شکریہ ہے کہ ہم اس عنوان کے تحت ہونے والے پروگراموں میں حصہ لیں اور خود کو اس عظیم مشن کے ساتھ وابستہ رکھیں۔ پروگرام کے آخر میں جماعتی تعارف پر مشتمل مختصر گفتگو مولانا عبدالحمید کوہستانی نے کی۔

تیسرا پروگرام:

حلقہ شیر شاہ مدینہ مسجد میں پروگرام کا آغاز جامعہ عثمانیہ شیر شاہ کے طالب علم محمد ثاقب الرحمٰن کی تلاوت سے ہوا جبکہ ہدیہ نعت حفیظ الحق نے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ تحریک تحفظ ختم نبوت کے عنوان پر گفتگو

کرتے ہوئے مولانا عبدالرؤف رستم نے کہا کہ مجلس احرار اسلام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت ملک پاکستان میں تین تحریکیں چلیں اور یہ تحاریک اپنی کامیابی کی ایک تاریخ رکھتی ہیں۔۱۹۷۴ء کا فیصلہ ۱۹۵۳ء کی تحریک میں ہونے والی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔مہمان خصوصی حضرت مولانا محمد رفیق جامی مدظلہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک عظیم قافلے کا نام ہے جو کہ امیر شریعت حضرت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت علامہ سیّد محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ، حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ کی زیر قیادت کامیابیوں سے ہمیشہ ہم کنار رہا اور آج حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ کی قیادت میں اپنی منزل کی جانب گامزن ہے۔

چوتھا پروگرام:

کالا کوٹ پولیس اسٹیشن جامع مسجد عرفات میں بعد نماز عشاء پروگرام کا انعقاد ہوا۔پروگرام کے حوالے سے امام مسجد مولانا محمد اقبال نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ آج کا یہ پروگرام قادیانیت نوازوں اور قادیانیوں کو دعوتِ فکر ہے۔مہمانِ خصوصی مسؤل ضلع شرقی مولانا محمد رضوان نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء ایک عظیم تاریخ رکھتی ہیں۔ ان قربانیوں کو یاد رکھتے ہوئے ہم خود بھی تحفظ ناموس رسالت کے لئے تیار رہیں اور اپنی آل واولاد کو بھی تیار رکھیں۔

☆☆..................☆☆

شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ اپنی ذات میں انجمن تھے، بیک وقت کئی ایک محاذوں کو سنبھالے ہوئے تھے۔آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ۲۰۱۵ء سے مرکزی امیر چلے آرہے تھے، آنجناب دوسری مرتبہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر مقرر کئے گئے، آپ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم چلے آرہے تھے، آپ اقرأ روضۃ الاطفال کے سرپرست اعلیٰ تھے۔آنجناب جامعہ بنوری ٹاؤن کے اولین شاگرد اور بانی جامعہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ کے معتمد علیہ، تلمیذ رشید اور رفیق سفر رہے۔۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا، شیخ الاسلام سیّد بنوریؒ اس تحریک کے قائد محترم تھے۔قائد تحریک ختم نبوت حضرت بنوریؒ افریقی ممالک کے دورہ پر تشریف لے گئے۔حضرت ڈاکٹر صاحبؒ اور حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کو رفیق سفر ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔اس تبلیغی دورہ کی رپورٹ جو اس وقت ''اخبار العالم الاسلامی'' مکہ مکرمہ میں شائع ہوئی، اس میں لکھا گیا کہ چالیس روزہ دورہ سے ایک لاکھ قادیانیوں کو اسلام قبول کرنے کی سعادت نصیب حاصل ہوئی۔حضرت الشیخ سیّد بنوریؒ کی وفات کے بعد حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ جامعہ کے مہتمم بنائے گئے اور حضرت ڈاکٹر صاحبؒ ان کے معتمد رہے۔حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کے بعد حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہیدؒ مہتمم بنے تو حضرت ڈاکٹر صاحبؒ ان کے معتمد علیہ رہے۔حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختارؒ کی شہادت کے بعد آپ کو جامعہ کا مہتمم بنایا گیا۔حضرت بنوریؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر بنائے گئے تو انہوں نے اس شرط پر امارت قبول فرمائی کہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ خان محمدؒ نائب امیر ہوں۔جب حضرت خواجہ صاحبؒ مرکزی امیر بنائے گئے تو جامعۃ العلوم الاسلامیہ کے مہتمم حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ نائب امیر منتخب ہوئے۔ان کے بعد جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے استاذ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ مجلس کے نائب امیر منتخب ہوئے تو حضرت ڈاکٹر صاحبؒ، حضرت لدھیانویؒ کے معتمد علیہ تھے۔حضرت لدھیانویؒ نے انہیں خلافت سے سرفراز فرمایا۔حضرت خواجہ خواجگان کی وفات کے بعد جب امیر کی بات آئی تو دو نام سامنے آئے، ایک ہمارے استاذ جی مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ اور دوسرے حضرت ڈاکٹر صاحبؒ، حضرت ڈاکٹر صاحب نے استاذ جیؒ کے متعلق فرمایا: ''نعم السلف و الخلف '' آپ اگلوں اور پچھلوں میں سے عمدہ ہیں۔استاذ جیؒ امیر اور حضرت ڈاکٹر صاحبؒ نائب امیر منتخب کئے گئے۔آپ ۲۰۱۵ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر بنائے گئے اور تاحیات امیر رہے۔قبل ازیں ۱۹۷۴ء میں ''ملت اسلامیہ کا موقف'' جو قومی اسمبلی میں مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ نے حرفاً حرفاً پڑھا، اس کی طباعت کی سعادت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو حاصل ہوئی۔عرب ممالک کے لئے اس اہم کتاب کا عربی زبان میں ترجمہ کی ضرورت محسوس ہوئی تو حضرت ڈاکٹر صاحب نے ''موقف الامۃ الاسلامیہ من القادیانیۃ'' کے نام سے ترجمہ کیا۔آپ نے کئی ایک کتابیں لکھیں اور دسیوں کتابوں کے عربی میں تراجم کئے۔آپ محب و محبوب العلماء والمشائخ تھے، جس کا ثبوت انہیں دوسری مرتبہ وفاق المدارس العربیہ کا صدر بنایا جانا ہے۔آپ کئی دنوں سے بیمار چلے آرہے تھے۔۳۰؍جون ۲۰۲۱ء کو راہی ملک بقا ہوئے۔عشاء کی نماز کے بعد بنوری ٹاؤن کراچی میں نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں آپ کے فرزند ارجمند مولانا سعید اسکندر مدظلہ کی امامت میں لاکھوں مسلمانوں نے شرکت کی اور آپ کو آپ کے محب ومحبوب استاذ شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ کے پہلو میں جامعہ بنوری ٹاؤن میں سپرد خاک کیا گیا۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

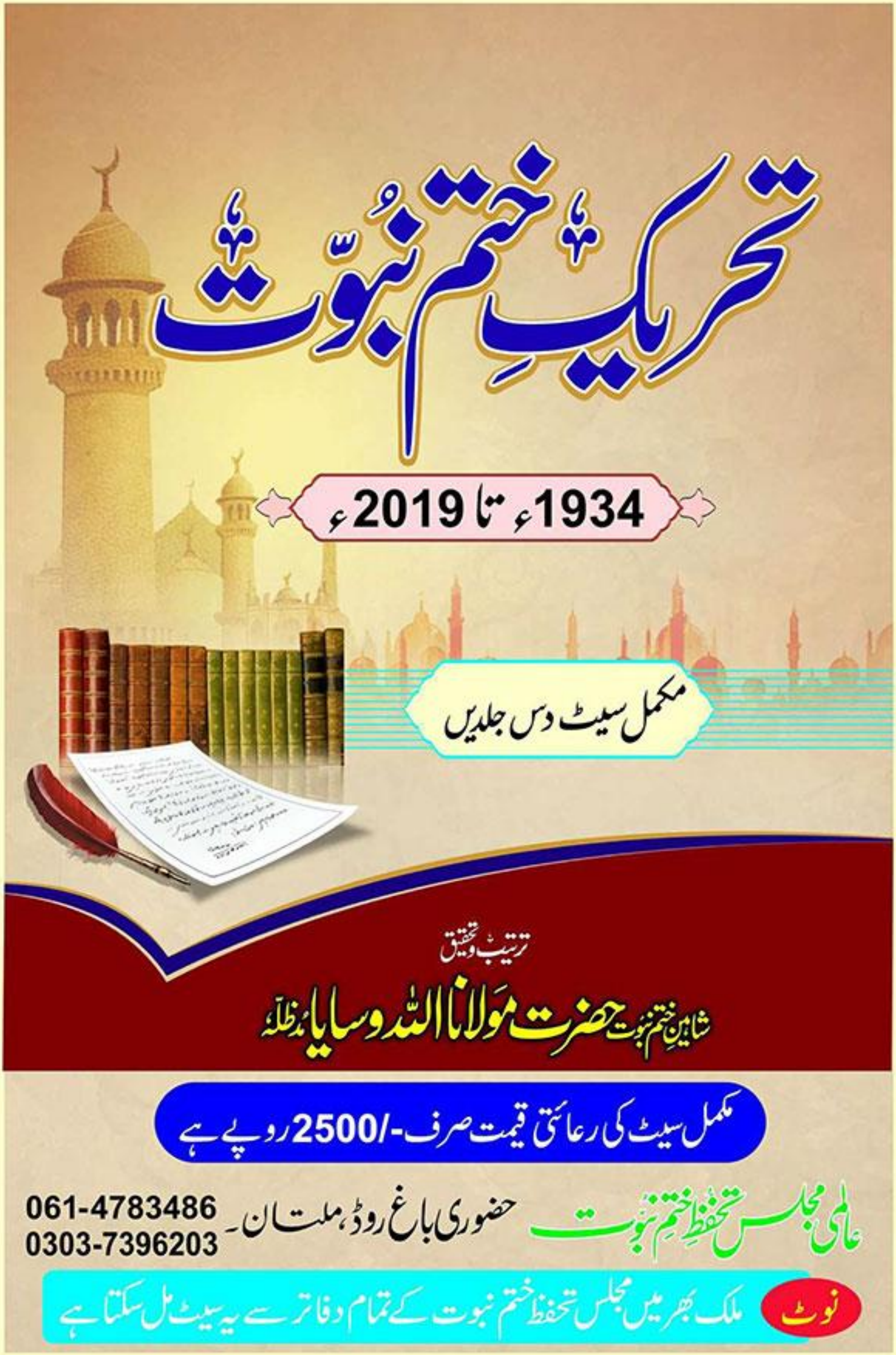
تحریکِ ختم نبوّت
1934ء تا 2019ء
مکمل سیٹ دس جلدیں
ترتیب وتحقیق
شاہینِ ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
مکمل سیٹ کی رعائتی قیمت صرف -/2500 روپے ہے
عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان۔
061-4783486
0303-7396203
نوٹ
ملک بھر میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر سے یہ سیٹ مل سکتا ہے